عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۴ | ۳ تا ۹ جمادی الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ فروری ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۸

خادم حرمین شریفین

شاہ عبداللہ مرحوم

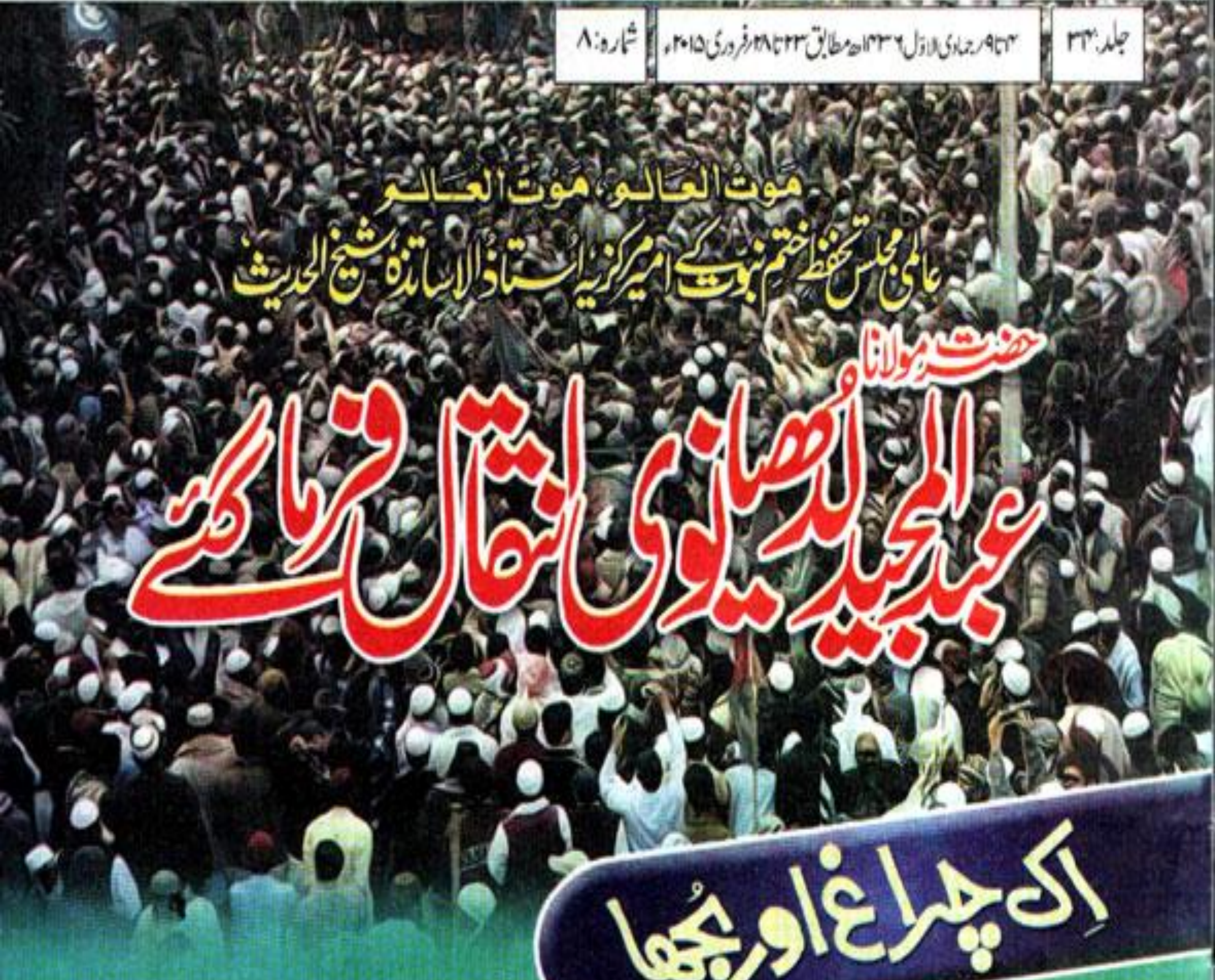

موت العالِم، موت العالَم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث

حضرت مولانا

عبدالمجید لدھیانوی انتقال فرما گئے

اِک چراغ اور بجھا

اسلام اور ریاست

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

غیر اللہ کی قسم کھانا

محمد عبداللہ، کراچی

س:...... کسی کو اس طرح قسم دینا کہ تمہیں تمہاری ماں کی قسم یا باپ کی قسم یا جان کی قسم، جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا یا کسی دوسرے کو دینا جائز نہیں ہے، مثلاً: ماں باپ کی قسم، بیوی، بچوں کی قسم، رسول کی قسم وغیرہ۔ قسم صرف اللہ کے نام کی اٹھائی جاتی ہے اور وہ بھی شدید ضرورت کے وقت۔ بلاضرورت اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھانا بھی صحیح نہیں ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ ہاں جب ضرورت پیش آجائے کہ بغیر قسم کھائے کوئی چارہ نہیں تو پھر قسم لینے اور دینے میں کوئی حرج نہیں۔

دل میں عہد کرنے سے قسم نہیں ہوتی

س:...... اگر کوئی صرف دل ہی دل میں کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھالے، مگر زبان سے اس نے قسم کے الفاظ ادا نہیں کئے تو کیا ایسا کرنے سے بھی قسم منعقد ہوجائے گی؟

ج:...... دل میں عہد کرنے سے قسم نہیں ہوتی جب تک کہ زبان سے آپ نے قسم کے الفاظ نہ ادا کئے ہوں۔ قسم منعقد کرنے کے لئے زبان سے الفاظ قسم کی ادائیگی ضروری ہے خواہ آہستہ آواز میں ہی کہے جائیں۔

قسم کا کفارہ

س:...... قسم کسی مجبوری کی وجہ سے توڑ دے یا جان بوجھ کر توڑ دے تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

ج:...... اگر کسی جائز مقصد کے لئے قسم کھائی ہے تو بلاضرورت قسم توڑنا گناہ ہے اور قسم چاہے بلاضرورت توڑی جائے یا ضرورت کے تحت دونوں صورتوں میں اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، اور وہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا، دس محتاجوں کو کھانا کھلانے کے بجائے اگر کوئی نقد رقم دینا چاہے تو فی محتاج صدقہ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت بھی دے سکتا ہے۔

ناجائز کام کے لئے قسم کھانا گناہ ہے

س:...... اگر کوئی کسی غلط کام کے کرنے پر غصہ میں قسم کھالے تو اب وہ کیا کرے؟ اگر وہ کام کرتا ہے تو بھی گناہ اور اگر نہیں کرتا تو قسم ٹوٹ جائے گی؟

ج:...... کسی ناجائز کام کے کرنے پر قسم کھانا گناہ ہے اور اس قسم کا توڑنا ضروری ہے لہٰذا ناجائز کام کرنے کے بجائے قسم توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کردے۔

فون پر طلاق کا حکم

س:...... میرا نکاح ہوا ہے اور میرے شوہر دبئی میں ہوتے ہیں، فون پر میرا شوہر سے جھگڑا ہوا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ دوسرے دن میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! میں نے طلاق دے دی ہے اور یہ انہوں نے تین مرتبہ کہا۔ کیا اس طرح کہنے سے طلاق ہوگئی، اگر ہوگئی ہے تو کتنی طلاقیں ہوگئی ہیں؟

ج:...... آپ کے شوہر نے جو یہ کہا کہ میں طلاق دے دوں گا، اس سے تو کسی قسم کی طلاق نہیں ہوئی، کیونکہ یہ طلاق دینے کی دھمکی ہے، مگر دوسرے دن آپ کے پوچھنے پر کہ طلاق دے دی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں دے دی ہے۔ اس سے ایک طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ شوہر طلاق دینے کا اگر اقرار کرے تو طلاق ہو جاتی ہے، چونکہ آپ کی ابھی رخصتی نہیں ہوئی، اس لئے ایک طلاق دیتے ہی آپ کا نکاح ختم ہوگیا۔ اب آپ آزاد ہیں، عدت بھی آپ کے ذمہ نہیں ہے۔ لہٰذا دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہیں، اگر پہلے شوہر سے رجوع کرنا ہے تو اس سے بھی دوبارہ نکاح کرنا ہوگا اور نکاح کے بعد اب اس کے پاس صرف دو طلاق کا حق باقی ہوگا، کیونکہ ایک طلاق وہ پہلے آپ کو دے چکا ہے۔

وضو کے دوران کسی عضو کا خشک رہ جانا

س:...... وضو مکمل کرنے کے بعد فوراً یا تھوڑی دیر بعد یاد آئے کہ اعضائے وضو میں سے کوئی عضو یا اس کا کچھ حصہ خشک رہ گیا ہے یا کسی عضو کو دھونا بھول گیا ہے تو یاد آنے پر دوبارہ نئے سرے سے پورا وضو کریں یا صرف اس خشک حصہ کو یا اس باقی شدہ عضو کو دھولینا صحیح ہے؟ جب کہ اس دوران باقی سارے اعضا بھی خشک ہوجائیں یا خود ہی تولیہ وغیرہ سے خشک کرلئے ہوں۔ بتایا جائے کس طرح کرنا صحیح ہے پورا وضو کرے یا باقی رہ جانے والے حصہ کو دھوئے؟

ج:...... وضو کے فوراً بعد ہی یاد آجائے تو صرف خشک حصہ کو دھولیا جائے اور اگر خشک ہوجانے کے بعد یاد آئے تو دوبارہ وضو کرلینا بہتر ہے تاہم محض باقی رہ جانے والے حصہ کو دھولینے سے بھی وضو کامل ہی کہلائے گا۔

ہفت روزہ

ختم نبوت

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۴ — ۴ تا ۹ ربجمادی الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ فروری ۲۰۱۵ء — شمارہ: ۸

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبدالحنیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کی رحلت	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
اک چراغ اور بجھا.....	۶	حضرت مولانا محمد ازہر مدظلہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ	۸	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
شیخ الحدیث حضرت لدھیانویؒ ایک باغ و بہار شخصیت	۹	مولانا محمد زبیر صدیقی مدظلہ
خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ مرحوم!	۱۲	مولانا محمد حنیف جالندھری
اسلام اور ریاست	۱۳	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
تحریک ختم نبوت میں بہاول پور کا کردار (۳)	۱۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
تحریری مقابلہ میں حصہ لینے والے طلبا میں تقسیم انعامات	۲۰	مولانا ابومحمد قاضی احسان احمد
خبروں پر ایک نظر	۲۲	ادارہ
تحریک ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک (۱۸)	۲۵	سعود ساحر

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے شیخ الحدیث، حضرت مولانا مفتی محمود نوراللہ مرقدہٗ کے شاگردِ رشید، استاذ العلماء، شیخ المحدثین حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق یکم فروری ۲۰۱۵ء بروز اتوار وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سیمینار میں بیان کے فوری بعد حرکت قلب بند ہوجانے سے خالق حقیقی سے جاملے۔ إنا للّٰه وإنا إليه راجعون، إن للّٰه ما أخذ وله ما أعطى وكل شيء عنده بأجل مسمى۔

ایک طرف فتنوں کی اتنی بہتات اور کثرت ہے کہ وہ ختم ہونے یا بند ہونے میں نہیں آرہے اور دوسری طرف اہل اللہ اور علمائے کرام کی پے درپے اس جہانِ فانی سے رحلت اور کوچ کرنے کی خبریں ہیں کہ جن کی دعاؤں اور سحرگاہی آہوں اور سسکیوں سے آمدہ آفات اور بلیات ٹل جایا کرتی تھیں۔

تبلیغی جماعت کے بزرگ مولانا جمشید علی خان، میاں سراج احمد دین پوری، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا محمد نافع جھنگ، مولانا نور محمد تونسوی، مولانا بشیر احمد جمالی اور اب استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مراقدہم جیسے اولیاء اللہ اور جبال العلم علماء، تھے جو اپنی دعاؤں، توجہات اور کوشش سے امتِ مسلمہ کے دین وایمان کی حفاظت اور قلوب کو روحانیت کے انوارات سے منور کرنے کا فن اور گر جانتے تھے، دیکھتے ہی دیکھتے یہ سب سلاطین علم وعمل اس دنیا سے جدا اور رخصت ہوگئے۔

پے درپے اتنا کثرت سے ان بزرگوں کا اس دنیا سے رخصت ہوجانا علامات قیامت میں سے ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إن اللّٰه لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء، حتى إذا لم يبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا، فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا۔" (مشکوٰۃ،ص:۳۳)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں (کے سینے) سے کھینچ کر نہیں اُٹھائے گا، بلکہ وہ علم کو علماء کے اٹھانے کے ذریعہ اُٹھائے گا، یہاں تک کہ جب علماء نہ رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو اپنا بڑا بنالیں گے، پھر جب وہ ان سے فتویٰ مانگیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، (خود بھی) گمراہ ہوں گے اور (دوسروں کو بھی) گمراہ کریں گے۔"

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ ۵ رجون ۱۹۳۴ء کو موضع سلیم پور تحصیل جگراؤں ضلع لدھیانہ کے ایک آرائیں گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد حافظ محمد یوسف صاحبؒ ایک دین دار آدمی تھے اور متوسط درجے کے زمیندار اور کاشت کار تھے، ابتدا میں آپ کو سلیم پور کے گورنمنٹ ہائی اسکول میں داخل کرادیا گیا، آٹھویں جماعت کے دوران تقسیم ہند کا فیصلہ ہوگیا، آپ بھی اپنے والدین کے ہمراہ پاکستان منتقل ہوگئے اور یہاں شورکوٹ میں سکونت اختیار کی اور مڈل کا امتحان پاس کیا، اس کے بعد عصری تعلیم کو خیرباد کہہ کر مدرسہ عربیہ دارالعلوم ربانیہ (تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ، فیصل آباد) میں دینی تعلیم کے حصول کے لیے داخل ہوگئے۔ یہ ۱۹۴۹ء کا واقعہ ہے۔ دوسال کے بعد مدرسہ اشرف الرشید فیصل آباد میں داخلہ لیا، اسی دوران کمالیہ میں رہنے والے ایک خاندان میں آپ کی شادی ہوگئی، پھر حدیث کی کتابیں پڑھنے کے لیے جامعہ قاسم العلوم ملتان میں داخل ہوئے اور ۱۹۵۶ء میں درسِ نظامی سے فراغت حاصل کی۔ بخاری اور

ترمذی حضرت شیخ الہند کے شاگرد حضرت مولانا عبدالخالق سے پڑھیں، مسلم شریف حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے پڑھی، آپ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے بھی اجازت حدیث حاصل تھی۔ آپ کے ہم درس رفقاء میں مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ (سابق خطیب لال مسجد) مولانا نذیر احمدؒ (بانی جامعہ امدادیہ، فیصل آباد) مولانا عبدالمجید انورؒ، مولانا محمد رب نواز جالپوریؒ اور مولانا فداء الرحمٰن درخواستی وغیرہ شامل ہیں۔ اپنے سلسلۂ بیعت وارشاد کے بارے میں حضرت مرحوم خود لکھتے ہیں:

''میں نے ۵۹ سال پہلے جو میری تدریس کا پہلا سال تھا، فیصل آباد میں ۲۷ رمضان المبارک کی رات کو شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ کے توسط سے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری سے بیعت کا شرف حاصل کیا، بعد میں بزرگوں کی ایک کہکشاں حضرت مولانا عبدالعزیزؒ (ساہیوال والے) حضرت پیر جی عبداللطیف صاحب، حضرت پیر جی عبدالعزیزؒ، حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحبؒ (تمبہ والے) اور حضرت مولانا پیر سید خورشید احمد ہمدانیؒ کے درمیان رہنے کی سعادت حاصل رہی اور اسی راہ طریقت کے رہرو حضرت مولانا عبدالعزیزؒ (سرگودھا والے) بھی تھے، میرا ان سب سے زیادہ تعلق رہا۔

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ سے ایک عرصہ تعلق رہا، انہوں نے مکہ مکرمہ میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے سلسلے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ اسی طرح حضرت مولانا جمیل احمد میواتیؒ جو حضرت رائے پوریؒ اور حضرت لاہوریؒ دونوں کے خلیفہ مجاز تھے، انہوں نے بھی ۱۴۰۲ھ میں مدینہ طیبہ میں اجازت عنایت فرمائی۔ حضرت مولانا سید محمد اصلح الحسینی صاحبؒ نے بھی ان حضرات کی شفقتوں، عنایتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک حاضری کے موقع پر اجازت عنایت فرمائی اور تسبیحات ستہ کی تلقین بھی فرمائی۔'' ۲۰۱۰ء میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا امیر منتخب کیا گیا، آپ نے جامعہ باب العلوم میں درس بخاری دینے کے ساتھ ساتھ جماعت کے پروگراموں میں شرکت کو بھی اپنے لیے ضروری سمجھا اور پاکستان میں ہوتے ہوئے ہمیشہ چناب نگر کانفرنس کی صدارت آپ نے فرمائی۔

جب سے حکومت نے دینی مدارس اور مذہبی جماعتوں کے خلاف ایکشن پلان منظور کیا ہے، اس وقت سے علمائے امت انتہائی پریشان اور سخت اضطراب میں ہیں، اس لیے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام اسکیمیں اور حربے اس ملک سے دین کو دیس نکالا دینے اور پاکستانی قوم کو مغربی تہذیب میں رنگنے کے بہانے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی قدس سرہٗ کے دل پر بھی اس کا بہت صدمہ اور بوجھ تھا، جس کی ایک جھلک آپ کے آخری بیان میں بھی نظر آتی ہے، جو آپ نے اپنی وفات سے چند منٹ پہلے ملتان میں وفاق المدارس العربیہ کے سیمینار میں کیا تھا۔ بالآخر یہی کرب والم آپ کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔

حضرت استاذ جی رحمہ اللہ اکابر علمائے دیوبند کے مسلک سے سر مو انحراف کو گوارا نہیں فرماتے تھے، ساری زندگی آپ نے قال اللہ وقال الرسول کی تعلیم وتعلم میں گزاردی، آپ کو من جانب اللہ تربیت کا بھی ایک خاص انداز ودیعت ہوا تھا، جو بھی فرد خالی الذہن ہو کر استاذ جی کی بات سنتا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔

حضرت استاذ جی کی نسبی اولاد تو نہ تھی، لیکن آپ کی روحانی اولاد ہزاروں اور لاکھوں میں شمار کی جاسکتی ہے، جن میں شیوخ الحدیث، علماء، خطباء کے علاوہ ہزاروں طلبہ اور دینی جماعتوں کے کارکنان کے ساتھ ساتھ درسی تفسیر قرآن چھ جلد، خطبات حکیم العصر ۱۲ جلد، صحیح بخاری کی شرح بھی آپ کے حسنات میں شامل ہیں، جو آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ آپ کی اہلیہ محترمہ کئی سال پہلے اس دارفانی سے کوچ کر گئی تھیں۔

بروز پیر ساڑھے گیارہ بجے آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، نماز جنازہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے پڑھائی۔ آپ کی نماز جنازہ میں علماء، طلبہ، دینی جماعتوں کے قائدین اور کارکنان کے علاوہ لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ حضرت کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور آپ کے لگائے گئے جامعہ باب العلوم کو ترقیات سے نوازے اور ہم سب کو آپ کے مشن کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تفصیلی مضمون ان شاء اللہ! بعد میں لکھا جائے گا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

اک چراغ اور بجھا......

حضرت مولانا محمد ازہر مدظلہ

استاذ العلماء، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم (کہروڑپکا) کی رحلت کی خبر اس قدر اچانک اور غیر متوقع تھی کہ کچھ وقت کے لئے یقین نہ آیا، دل یہی کہتا تھا کہ شاید کوئی اور عبدالمجید دنیا سے رخصت ہوا ہے، مگر بالآخر اس حقیقت کو قبول کرنا پڑا کہ ہمارے مخدوم و محترم، محبوب العلماء، استاذ الاساتذہ، دینی جماعتوں اور مدارس کے سرپرست و خیر خواہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور اپنے وقت کے بے نظیر و بے مثال مشفق استاذ و مربی، حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی اس فانی دنیا کے لحاظ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے ہیں۔

موت کے بارے میں تین نکتے اتفاقی ہیں، جن پر ہر کافر و مشرک اور مسلم و منافق کا یقین ہے: (۱) موت ضرور آئے گی، (۲) کسی کے علم میں نہیں کہ کب آئے گی، (۳) کسی کو علم نہیں کہاں آئے گی۔

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ بروز اتوار حضرت مولانا نے معمول کے مطابق جامعہ اسلامیہ باب العلوم میں بخاری شریف کا سبق پڑھایا۔ اسی دن دوپہر کے وقت وفاق المدارس کے زیر اہتمام مرکزی دفتر ملتان میں ملتان ڈویژن کے دینی مدارس کے ذمہ داران کا ایک خصوصی اجلاس تھا، جس میں ملک کے معروضی حالات اور دینی مدارس کے خلاف سیکولر حلقوں کے منفی پروپیگنڈے پر بزرگ اساتذہ و علماء کرام کے خطاب کا نظم تھا۔ حضرت ضعیف و پیرانہ سالی کے باوجود مدارس و دینی تحریکوں کی حمایت و دفاع کے محاذ پر سرگرم مجاہد اور جواں ہمت سالار تھے، اس لئے باب العلوم میں درس بخاری شریف کے بعد مرکزی دفتر وفاق المدارس ملتان تشریف لائے اور وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری کے خطاب سے پہلے ولولہ انگیز پُر مغز اور جامع خطاب فرمایا۔ ان کے بعد مولانا محمد حنیف جالندھری کا خطاب تھا۔ حضرت نے خطاب کے لئے اٹھتے وقت مولانا محمد حنیف جالندھری کو تھپکی دی اور فرمایا کہ مدارس کے دفاع کے لئے کمربستہ رہیں اور صرف دفاع ہی نہیں بلکہ حکمرانوں کو ان کی وعدہ خلافیوں پر آئینہ بھی دکھائیں۔ حضرتؒ کی دعائیں لے کر مولانا محمد حنیف جالندھری مائیک پر آئے، ان کے خطاب کو چار پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ حضرت کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک جانب جھک گئے، فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا۔ حضرت کے مخلص خادم و شاگرد مولانا زبیر احمد صدیقی مدیر جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ہمراہ تھے، مگر کسی چارہ جوئی سے پہلے راستے ہی میں روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ فان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ!

حضرتؒ کا سن پیدائش ۱۹۳۴ء ہے، ۱۳۷۴ھ (۱۹۵۵ء) میں فراغت ہے اور ۱۴۳۶ھ (۲۰۱۵ء) سال رحلت ہے۔ یوں تقریباً ساٹھ سال تک آپ نے مسند تدریس کو رونق بخشی، اس عرصے میں لاکھوں افراد بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ بچپن میں میری ایک ہی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے لاکھوں انسانوں تک دین پہنچانے کی توفیق و ہمت عطا فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ آرزو پوری کردی، آج آپ کا علمی و عملی فیضان ملک کے گوشے گوشے میں پہنچ رہا ہے۔

حضرت مولانا نے فراغت کے بعد ایک سال مدرسہ نعمانیہ کمالیہ، ایک سال جامعہ قاسم العلوم ملتان، پندرہ سال دارالعلوم کبیروالا اور تینتالیس سال جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اپنی تدریسی زندگی میں جس جگہ رہے، مرجع اہل علم بن کر رہے۔ تعلیمی و تدریسی حلقوں میں آپ کے علم و فضل اور تفہیم و تدریس کی شہرت بوئے گل کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔ نئے مدرسین کے لئے حضرت کی تدریس کا یہ پہلو قابل توجہ ہے کہ انہیں سبق پر مکمل عبور حاصل ہوتا تھا، وہ طلبا کی نفسیات سے پوری واقفیت رکھتے تھے، مطالعہ بہت وسیع اور عمیق تھا، درسی کتب کے علاوہ فنی کتب اور جدید مسائل پر گہری نظر تھی۔ تدریس میں تقلید کی بجائے مجتہدانہ شان رکھتے تھے، ہمارے دینی مدارس میں عام طور پر تفسیر و حدیث اور فقہ کی کتب کے خاص خاص مقامات پر خوب زور تدریس صرف کیا جاتا ہے، حضرت ایسے مقامات پر اختصار و جامعیت سے کام لیتے تھے لیکن جہاں کوئی معاشرتی، تہذیبی یا کوئی اخلاقی مسئلہ مذکور ہو، جہاں عام مدرسین خاموشی سے گزر جاتے ہیں، وہاں حضرت عالمانہ و مربیانہ شان کے ساتھ تشریح و ترتیب فرماتے۔ آپ کے حسن تدریس کا یہ کمال تھا کہ جو کتاب بھی زیر درس ہوتی طلبا یہ محسوس کرتے کہ حضرت کو اسی کتاب سے خاص مناسبت ہے، قحط الرجال کے موجودہ دور میں دین کے تمام شعبوں میں انحطاط محسوس کیا جارہا ہے، بالخصوص تدریس کا میدان مخلص و ذی استعداد مدرسین سے خالی ہوتا جارہا ہے۔

علم وعمل کے اس قحط میں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کا وجود مسعود ایک روشن چراغ اور طلبا علوم دینیہ کے لئے بڑی ڈھارس تھا۔

ہمارے دینی مدارس میں علم کے ساتھ دوسری زوال پذیر دولت ''تربیت'' ہے۔ مولانا ''تربیت'' کو تعلیم کا جزو لازم سمجھتے تھے، طلبا کی اخلاقی سرگرمیوں پر ان کی گہری نظر ہوتی تھی، اپنے درس وخطبات میں بکثرت فرمایا کرتے تھے کہ اگر علم انسان کو راہ ہدایت نہ دکھائے تو وہ علم وبال جان ہے اور اکثر یہ مصرع پڑھا کرتے تھے:

''علمی کہ راہ بحق نہ نماید جہالت است''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کا بکثرت حوالہ دیتے: ''اللّٰھم انی اعوذبک من علم لاینفع'' (اے اللہ! میں ایسے علم سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں جو کوئی نفع نہ دے) فرمایا کرتے تھے کہ علم کا فائدہ یہ ہے کہ وہ انسان کی شخصیت کو بدل دے، نفس پرستی کی بجائے خدا پرستی کے جذبات پیدا کردے، ایک مسلمان عالم اور غیر مسلم میں بنیادی فرق یہی ہے کہ ایک طرف علم ہی علم ہے اور دوسری طرف علم کے ساتھ عمل جڑا ہوا ہے۔

اپنے اس مربیانہ مزاج کی وجہ سے آپ اپنے شاگردوں کی فکری وذہنی تربیت اور علمی وعملی کمال کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ سختی وشدت کی بجائے محبت و اخلاق سے طلبا کو اس طرح متاثر فرماتے تھے کہ ان کے اخلاق و عادات خود بخود اسلامی معاشرت و آداب کے مطابق ڈھلتے جاتے۔

حضرت مولانا کا ایک اور خاص وصف یہ تھا کہ آپ اساتذہ وطلبا کو قناعت وخودداری کا سبق دیتے تھے۔ دینی مدارس میں آنے والے بالعموم مالی اعتبار سے کمزور ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا دوران درس ایسے طلبا کی تربیت کے لئے ان آیات واحادیث پر عمل کر کے گفتگو فرماتے، جن میں خودی وخودداری اور صبرو قناعت کا سبق ملتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی مثالیں دیتے ہوئے فرماتے کہ صحابہ کرامؓ کی اکثریت کے پاس تن ڈھانکنے کے لئے کپڑے نہ ہوتے تھے، لیکن دنیا نے دیکھا کہ انہی مفلس صحابہ کرامؓ کے پاؤں کی ٹھوکروں سے قیصر وکسریٰ کے محلات زیروزبر ہوئے اور دنیا کی متمدن قومیں ان مفلوک الحال مسلمانوں کے عزم قوی کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوئیں۔

حضرت مولانا کی صفات وکمالات کا تذکرہ مستقل تصنیف کا متقاضی ہے، انشاء اللہ العزیز آپ کے قابل تلامذہ کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ آخر میں یہ حقیقت نہ چاہتے ہوئے بھی نوک قلم سے صادر ہورہی ہے کہ اس ناچیز کے ساتھ بھی حضرت کا بہت ہی محبت وشفقت کا تعلق تھا، کسی جلسے میں احقر پر نظر پڑ جاتی تو محبت کے ساتھ بلا کر باصرار اپنے پاس بٹھاتے اور دوران گفتگو روئے خطاب سے عزت بخشتے۔

حضرت کی نماز جنازہ کہروڑپکا میں ادا کی گئی، جس میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی، جن میں ہزاروں علماء، فضلا، مشائخ حدیث حفاظ وقراء دینی مدارس کے طلبا اور عامۃ الناس تھے۔ نماز جنازہ کی امامت شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان نے کرائی جو اپنی علالت و پیرانہ سالی کے باوجود کراچی سے کہروڑپکا پہنچے اور حق رفاقت ادا کیا۔ اس موقع پر مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا سید عطاء المؤمن بخاری اور مولانا محمد احمد لدھیانوی نے حضرت مرحوم کی خدمات کا تذکرہ پرزور الفاظ میں کیا۔

☆☆......☆☆

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کا پاکستان میں انتقال اور

لدھیانہ (انڈیا) میں تعزیتی مجلس کا انعقاد دعائے مغفرت

لدھیانہ..... ۲رفروری (پ ر) پاکستان ملتان میں آج اچانک ایک اجلاس کے دوران برصغیر کے مشہور عالم دین اور لدھیانہ کے مایہ ناز فرزند حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی کا دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا۔

آپ گزشتہ چالیس سال سے باب العلوم کہروڑپکا میں خدمات انجام دے رہے تھے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کو تحریر وتقریر حافظہ اور ذہانت، زبان اور قلم کی صلاحیت سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کے انتقال کے موقع پر لدھیانہ جامع مسجد میں مجلس احرار اسلام ہند کی جانب سے آج ایک تعزیتی مجلس منعقد کی گئی ختم قرآن کے بعد آپ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کروائی گئی۔

اس موقع پر احرار ہند کے قومی صدر و پنجاب کے شاہی امام حضرت مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی نے کہا کہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کے انتقال سے برصغیر میں فرزندان اسلام کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ آپ نے تمام زندگی اسلام کے لیے وقف کردی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ آپ کا مشن تاقیامت جاری رہے۔ اس موقع پر مولانا محمد عثمان رحمانی لدھیانوی، قاری الطاف الرحمٰن لدھیانوی نے بھی تعزیتی خطاب کیے اور آپ کی حیات پر روشنی ڈالی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا

عبدالمجید لدھیانویؒ

مولانا زاہد الراشدی

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کا سانحہ ارتحال پورے ملک کے دینی، علمی اور مسلکی حلقوں کے لئے بے پناہ رنج و غم اور صدمہ کا باعث بنا ہے۔ وہ ملتان میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سیمینار سے خطاب کر چکے تھے کہ بلاوا آگیا اور وہ اپنے ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں عقیدتمندوں کو سوگوار چھوڑ کر خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ حضرت مولانا مفتی عبدالخالقؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے اور انہیں اپنے استاذ محترم کے ساتھ اس مماثلت کا اعزاز بھی مل گیا ہے کہ علماء کرام کے اجتماع میں مدارس دینیہ کے تحفظ اور دینی اقدار کی سربلندی کی صدا لگاتے ہوئے ان کا انتقال ہوا۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں سرکردہ علماء کرام کے اجلاس میں زکوٰۃ کے ایک اختلافی مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے کہ داعی اجل کا بلاوا آگیا۔ بینکوں سے زکوٰۃ کی کٹوتی پر اکابر علماء کرام میں اس بنیاد پر اختلاف تھا کہ اس سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟ حضرت مولانا مفتی محمودؒ حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کا موقف اس مسئلے پر کراچی کے بزرگ علماء سے مختلف تھا اور مولانا مفتی محمودؒ اسی سلسلے میں ایک مشترکہ مجلس میں علمی گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک ان کا انتقال ہوگیا۔ اس اختلاف اور مباحثے کی تفصیل "خیر الفتاویٰ" میں دیکھی جاسکتی ہے۔ مفتی صاحبؒ سفر حج کے لئے گھر سے روانہ ہو چکے تھے، اس لئے سفر حج کے دوران اکابر علماء کرام کی محفل میں ایک فقہی و علمی مسئلے پر بحث و مباحثہ کرتے ہوئے ان کی وفات بلاشبہ ان کی علمی و دینی خدمات کی قبولیت کی علامت تھی۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو اپنے عظیم استاذ کے ساتھ یہ مماثلت حاصل ہوئی کہ علماء کرام کے ہجوم میں دینی مدارس کو درپیش خطرات پر گفتگو کرنے کے بعد وہ ہم سے رخصت ہوگئے۔

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کا شمار ملک کے نامور اساتذہ میں ہوتا تھا اور وہ صرف استاذ نہیں، بلکہ "استاذ گر" تھے کہ ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے والے سینکڑوں علماء کرام ملک کے طول و عرض میں، بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں دینی علوم کی تدریس و ترویج اور اسلام کی دعوت و تبلیغ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا ان کا مستقل صدقہ جاریہ ہے اور وہ ایک شیخ کامل کے طور پر علماء کرام، طلبا اور دیگر عقیدت مندوں کی روحانی تربیت میں بھی مصروف رہتے تھے۔ دینی تحریکات میں انہوں نے ہمیشہ سرپرست اور مربی کا کردار ادا کیا۔ تحریک ختم نبوت میں تو وہ عالمی تحفظ ختم نبوت کے امیر کی حیثیت سے قائد کا درجہ رکھتے تھے، مگر تحفظ ناموس صحابہ کرامؓ اور نفاذ شریعت کی جدوجہد کے کارکن بھی ان کی سرپرستی دعاؤں اور راہنمائی سے مسلسل فیضیاب ہوتے رہے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے وصال کے بعد تحریک ختم نبوت کی قیادت کے لئے ان کا چناؤ ملک بھر کے دینی حلقوں کے اعتماد کا آئینہ دار تھا۔ مسلکی طور پر حسب دیو بندی تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ میں مسلکی معاملات میں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کو سند سمجھتا ہوں اور انہی کے موقف اور تعبیرات کو اختیار کرتا ہوں۔

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی وفات ملک بھر کے اہل دین کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے، مگر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے سربراہ اور امیر سے محروم ہوگئی ہے۔ چنانچہ حضرت کی وفات کی خبر ملتے ہی میں نے سب سے پہلے حضرت مولانا اللہ وسایا سے فون پر رابطہ کرکے خبر کی تصدیق کے ساتھ ان سے تعزیت کی۔ پرانی وضع اور طرز کے علماء کرام جو اپنے مزاج اور انداز کار میں اپنے اکابر و اسلاف کی یاد تازہ رکھے ہوئے تھے، اب کم ہوتے جارہے ہیں اور ماضی قریب میں حضرت مولانا محمد نافع جھنگویؒ اور اب حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی وفات نے اس خلا بلکہ گھاؤ کو مزید گہرا کر دیا ہے۔

حضرت مولانا سلیم اللہ خان، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، حضرت مولانا قاضی عبدالکریم آف کلاچی، حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور ان جیسے چند بزرگ باقی رہ گئے ہیں، جن کا وجود غنیمت ہے اور جن کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت کے ساتھ ملک و قوم کی تا دیر اپنے فیوض سے مستفید کرتے رہنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین۔

منگل کے روز صبح جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں طلبا کے اجتماع میں راقم الحروف نے اپنے تعزیتی جذبات کا اظہار کیا اور حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی علمی و دینی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا۔ اس موقع پر قرآن کریم کے بعض حصوں کی تلاوت کرکے انہیں ایصال ثواب کیا گیا اور ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو جوار رحمت میں خصوصی جگہ عطا فرمائیں اور پسماندگان، تلامذہ اور متعقدین کو صبر و حوصلہ کے ساتھ اس صدمے کو جھیلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆............☆☆

استاذ العلماء، حکیم العصر، شیخ الحدیث

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

نابغۂ روزگار شخصیت

مولانا نذیر احمد صدیقی

حضرتؒ کی آخری لمحات میں بھی صحبت اور خدمت کی سعادت حاصل ہوئی، وفاق المدارس کے سیمینار میں احقر سے آخری گفتگو فرمائی، احقر کی درخواست پر زندگی کا آخری خطاب فرمایا اس جرأت مندانہ خطاب کے بعد پاکستان کے حکمرانوں کے طرزعمل پر احقر سے کان میں سخت الفاظ میں شکوہ فرمایا مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی تقریر میں دل کا دورہ پڑا، احقر نے اپنی گاڑی میں ہسپتال روانہ کیا راستہ میں ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔

استاذ العلماء، حکیم العصر، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ ان معدودے چند شخصیات میں سے ایک تھے جنہیں حق تعالیٰ نے دین متین کی صحیح ترجمانی، اشاعت حق، خدمت خلق، اتباع سنت اور تبلیغ اسلام کے لیے چن لیا، آپ نے اپنی ۸۴ سالہ حیات مبارکہ میں ان مٹ علمی، عملی، اصلاحی، تبلیغی، جہادی اور رفاہی نقوش چھوڑے۔ اخلاق محمدی، امن و محبت، خیرخواہی، رائے کی درستگی، عاجزی وانکساری، اخلاص وللّٰہیت، علمی وثوق عمل کی پختگی، استقلال و استقامت، جرأت و بہادری، حکمت وبصیرت جیسی صفات آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ آپ زوردار خطیب، صاحب شعر وسخن، طرح دار ادیب، بہترین معلم واستاذ اور اعلیٰ صفات کے حامل قائد، بہترین معلم بلکہ معلم گر بھی تھے، غضب کے ذہین، بلا کے معاملہ شناس، دور اندیش اور شخصیت شناسی کے ماہر انسان تھے ان جملہ کمالات کے باوجود اپنے آپ کو چھپانا اور دوسروں کا تفوق وبڑائی کا اظہار آپ کا وطیرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ولادت سے وفات تک آپ کو اپنی بے پناہ نعمتوں سے مالا مال فرمایا تھا۔

شیخ الحدیث مولانا عبد المجید لدھیانوی ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے مشہور شہر لدھیانہ میں ۴ر جون ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئے آرائیں فیملی کے زمیندار گھرانے میں آپ نے آنکھ کھولی، گردوپیش کا ماحول تعلیمی اور روشنی پر مشتمل تھا۔ شعور کی وادی میں قدم رکھتے ہی آغاز تعلیم ہوگیا اپنے آبائی علاقہ میں ہی عصری تعلیم شروع فرمادی، قیام پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء میں آپ مڈل کرچکے تھے لاکھوں فرزندان توحید کی طرح آپ بھی اپنے خاندان کے ہمراہ ہجرت کرکے پاکستان تشریف لائے پاکستان میں آپ نے فیصل آباد کے نواحی علاقوں موروثی والا، روشن والا میں ابتدائی دینی تعلیم کا آغاز فرمایا۔ روشن والا میں آپ کے استاذ محمد طفیل صاحب معروف علمی شخصیت شیخ الحدیث مولانا نذیر احمدؒ کے بڑے بھائی تھے۔ بعد ازیں آپ نے وسطانی درجات کی تعلیم جامعہ ربانیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں حاصل فرمائی اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے ملتان کے معروف دینی تعلیمی ادارے جامعہ قاسم العلوم ملتان تشریف لائے یہاں آپ کو مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، دارالعلوم دیوبند کے سابق مدرس مولانا عبدالخالقؒ، مولانا علی محمدؒ جیسے اساطین امت کی صحبت میسر آئی، ان اکابرین امت کی صحبت نے سونے کو کندن بنا دیا آپ نے اپنے مشائخ و اساتذہ سے اپنے اکابر کا علمی ذوق، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ، اعلاء کلمۃ اللہ، تزکیہ وتصوف، تبلیغ دین، تعلیم وتعلم اپنے اندر جذب کیا۔ آپ کو اپنے مشائخ و اسلاف سے بے پناہ محبت تھی یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے اکابرین کی نسبتوں کے امین بن کر ابھرے۔ زمانہ طالب علمی سے ہی آپ کے علمی کمالات نمایاں ہونا شروع ہوگئے تھے آپ کے رفقاء میں شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید ساہیوال، مولانا ضیاء القاسمیؒ، ہمارے والد محترم مولانا رشید احمدؒ جیسے علماء شامل تھے۔ آپ اپنے رفقاء میں نمایاں بھی رہے اور سب کے محب ومحبوب بھی وہ حلقہ یاراں میں ابریشم کی طرح نظر آتے۔

۱۹۵۵ء میں آپ نے جامعہ قاسم العلوم ملتان سے فاتحہ فراغ پڑھا اور درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔ آپ نے نصف صدی سے زائد جامعہ نعمانیہ کمالیہ، جامعہ قاسم العلوم ملتان، دارالعلوم کبیر والا اور جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا میں قال اللہ وقال الرسول کے نغمے سنائے حق تعالیٰ نے آپ کے درس میں کمال کے عجائبات رکھے تھے آپ کا انداز تفہیم نرالا ہوتا مشکل سے مشکل مباحث آپ منٹوں میں اس طرح سمجھا دیتے کہ یہ مباحث طلباء کے قلوب پر نقش ہوجاتے آپ کا انداز تدریس غیر روایتی اور تحقیقی تھا پورے وثوق کے ساتھ مطالعہ کرکے پڑھاتے تو یوں محسوس ہوتا کہ علم کے بادل گرج اور برس رہے ہیں۔ آپ کے اندر طلباء پر رأفت اور شفقت کا غلبہ تھا بھی

وجہ ہے کہ آپ کے تلامذہ آپ پر پروانوں کی طرح فدا ہوتے آپ طلباء کے دکھ، سکھ کا خیال فرماتے، نادار طلباء کی اعانت فرماتے، مجبور اور بے بس طلباء کے گھروں میں جاکر ان کی علمی رکاوٹوں کو دور فرماتے۔ ذہین اور باصلاحیت طلباء کو اپنی سرپرستی میں لے کر وقت کا شیخ اور ماہر بناتے۔ آپ کے اسباق میں طلباء کی فکری تربیت اور عملی ذہن سازی شامل ہوتی۔ آپ بلاشبہ ایک فکر ساز شخصیت تھے۔ ذہن سازی میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ نظریات میں تصلب اور صحیح نظریات کا تحفظ آپ کا مشن ہوتا حق تعالیٰ نے آپ کو تفسیر قرآن اور حدیث میں مہارت کا جو ملکہ عطا کیا تھا اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ آپ کے تفسیری دورس درجنوں تفسیروں کا نچوڑ اور حدیث کے اسباق اپنی مثال آپ ہیں بلاء کی قوت استدلال اور استنباط کے ذریعہ ہر مسئلہ کا حل نکال لیتے۔ ذہنی قوت کا یہ عالم تھا کہ ہر مشکل سے مشکل مسئلہ پوچھنے پر نہ صرف حل بتاتے بلکہ اس کا ماٰخذ بھی ارشاد فرماتے، آپ نے اپنی زندگی میں ہزاروں تلامذہ کو زیورِ علم سے آراستہ فرمایا آپ کے تلامذہ بلکہ تلامذہ کے تلامذہ منصب شیخ الحدیث، منصب افتاء پر فائز ہیں۔

علم بلا عمل وبال جان اور محض ایک رسم ہے حق تعالیٰ نے آپ کو علم کے ساتھ زہد و تقویٰ کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا۔ آپ کے معمولات کی فہرست طویل ہے چند معمولات ہدیہ قارئین ہیں۔

۱)...... شب بیداری آپ کا دائمی معمول تھا، رات کے پچھلے پہر نماز تہجد کے ساتھ آہ وزاری اور دعائیں غافلوں کو بھی اللہ کی طرف متوجہ کر دیتی تھیں۔

۲)...... دیر تک ذکر اللہ اوراد و وظائف آپ کا معمول تھا دلائل الخیرات اور حزب الاعظم تلاوت قرآن کریم تسبیحات اور صبح وشام کی ادعیہ واذکار کو سفر و حضر میں کبھی ترک نہ فرماتے۔

۳)...... ہمیشہ حرام اور مشکوک مال سے اجتناب فرمایا۔

۴)...... غیر شرعی مجالس میں کبھی شرکت نہیں کی۔

۵)...... خلاف سنت امور سے ہمیشہ اجتناب فرمایا اور خلاف سنت عمل پر فوری گرفت فرماتے خواہ سامنے کتنی ہی بااثر شخصیت کیوں نہ ہوتی۔

۶)...... زندگی بھر کسی سرکاری میٹنگ میں شرکت نہ فرمائی ہمیشہ فرماتے کہ میں حکمرانوں سے دور رہنا پسند کرتا ہوں، ماضی قریب میں حکومت نے طالبان کے ساتھ مذاکرت کا فیصلہ کیا ملک کے جید علماء سے اسلام آباد آنے کی درخواست کی چنانچہ آپ کی خدمت میں دو اعلیٰ فوجی افسران آئے اور دن بھر جامعہ اسلامیہ باب العلوم میں آپ کی منت و سماجت کرتے رہے لیکن آپ نے معذرت فرمالی۔ یہ نسبت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا آپ کی جانب انتقال تھا امام صاحب نے بھی عہدہ قبول کرنے سے انکار فرمایا تھا۔ زندگی بھر منصب و عہدہ سے مجتنب رہے اس لیے جس ادارہ میں کام فرمایا اس کا اہتمام بھی قبول نہ فرمایا۔ گویا آپ حب جاہ اور حب مال دونوں سے محفوظ تھے پورے ملک میں تلامذہ و مریدین کی کثرت کے باوجود آپ نے نہ ذاتی مکان بنایا اور نہ ہی جائیداد ورقبہ، نہ کاروبار کیا اور نہ ہی مال جمع کیا، آپ مدارس وجامعات کے اساتذہ اور علماء کے لیے عیش وسہولت پسندی کو سخت ناپسند فرماتے۔ پانچ سال قبل رفیقہ حیات داغ مفارقت دے گئیں۔ تو مدرسہ سے تنخواہ لینا چھوڑ دیا۔ ہدایا کے ذریعہ جو کچھ جمع ہوتا وہ بھی راہ خدا میں صرف فرمادیتے۔ آپ کا نہ کوئی ذاتی اکاؤنٹ تھا اور نہ ہی مال و دولت۔ درویشی اور فقیری آپ کا شیوہ تھا۔

راہ سلوک میں آپ سلسلہ رائے پور کے شہرہ آفاق بزرگ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور زندگی بھر ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے جانشین حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہیں سے خرقۂ خلافت حاصل فرمایا ان کے وصال کے بعد ان کے جانشین ٹھہرے اور دنیا بھر سے آپ کے دست حق پرست پر علماء وصلحاء نے بیعت کی سلسلہ رائے پور جہاد وتبلیغ میں بھی نمایاں رہا ہے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ تک مجاہدین و مبلغین حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلفاء ہیں۔ آپ کی جانب یہ نسبت منتقل ہوئی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت کا سہرا بھی آپ کی پیشانی پر سجایا گیا اور آپ نے تاحیات اس فرض کو نبھایا۔ آپ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے والہانہ عقیدت ومحبت فرماتے، پاکستان میں آپ مدنی نسبت کے حقیقی وارث سمجھے جاتے جبکہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے علوم وفیوض کے آپ زبردست مداح اور ترجمان تھے، حضرت تھانویؒ کے ملفوظات آپ کو ازبر تھے اکابر پر اعتماد اور اکابر کا احترام آپ کی گھٹی میں شامل تھا آپ اپنے اکابر کی سوانح وحالات سے پوری طرح باخبر تھے، گزشتہ سال سفر ہندوستان میں حضرت کی معیت میں دہلی، دیوبند، نانوتہ، گنگوہ، سہارن پور اور رائے پور کا سفر ہوا، ہر ایک مقام پر اس مقام اور اس مقام کے اکابرین کا مکمل تذکرہ فرمایا ان اکابرین کے حالات سنا کر اپنے مصاحبوں کو عش عش کرنے پر مجبور فرمادیتے اور اس سفر کے جملہ رفقاء سفر اکابرین حضرت کے وسعت مطالعہ اور حفظ و یادداشت پر انگشت بدنداں ہوتے۔ آپ اور آپ کے رفقاء کا دارالعلوم دیوبند میں تاریخی استقبال کیا گیا، جو سب کے لئے ایک بڑا اعزاز تھا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت بھی آپ کا خاصہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر وحضر کے جملہ مقامات آپ کے غزوات اور اسفار جہاد مقامات سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے حالات آپ کو زبانی یاد ہوتے، مسجد نبوی میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر دعا کرتے: اے اللہ! اس ممبر سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علوم پھیلائے مجھے وہی صحیح علوم عطا فرما اور اکثر شمائل ترمذی کی روضۂ رسول کے جوار میں تلاوت فرماتے۔ ایک مرتبہ خواب میں اپنے آپ کو بڑے کرتہ میں ملبوس دیکھا تو خوش ہوگئے حدیث میں کرتہ کی تعبیر دین کے ساتھ ہے گویا اشارہ تھا آپ کو مکمل دین نصیب ہوگا۔

سفر حرمین میں آپ کے مصاحبین ورفقاء کے بقول آپ ایک ایک جگہ کے بارے میں احادیث میں آنے والے واقعات کا تذکرہ فرماتے اور وثوق کے ساتھ آگاہ فرماتے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و واقعات سے حرمین کے باسی بھی اس قدر واقف نہیں جتنے حضرت واقف تھے۔ آپ زندگی کے آخر لمحات میں عقیدہ ختم نبوت اور مدارس کے تحفظ کے لیے کوشاں تھے، وصال سے دو روز قبل مؤرخہ ۲۹ر جنوری اور یکم فروری ۲۰۱۵ء کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان میں مدارس کے تحفظ کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ حکومت پاکستان کی مذہبی طبقہ اور مدارس کے ساتھ زیادتیوں پر سخت دل گرفتہ وملال تھے۔ احقر سے زندگی کا آخری جملہ ارشاد فرمایا کہ حکمرانوں کو ان کے طرز عمل پر جھنجوڑا جائے، وصال سے کچھ دیر قبل زوردار خطاب فرمایا جس میں کثرت سے احادیث کی تلاوت کی گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر احادیث کی تدریس فرما کر آخری لمحہ بھی حدیث کی تلاوت کرتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ نے عرصہ پچپن سال حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھائی یہ آپ کا اعزاز ہے۔ حکومتی ظلم پر احتجاج کرتے ہوئے اللہ کے دین پر امر ہوگئے۔

کڑے سفر کا تھکا مسافر تھکا ہے ایسا کہ سو گیا ہے
خود اپنی آنکھیں تو بند کرلیں ہر آنکھ لیکن بھگو گیا ہے

مورخہ یکم فروری بروز اتوار بیان سے فراغت کے چند منٹ بعد کرسی صدارت پہ تشریف فرما تھے کہ دل کا دورہ پڑا اسپتال جانے تک اللہ تعالیٰ کو جان دے دی نہ کسی ایک وقت کی نماز قضاء ہوئی نہ کوئی معمول ترک ہوا، اسی روز سبق بھی پڑھایا، ایک جنازہ کی امامت بھی فرمائی۔ راقم الحروف اور کئی علماء سے تبادلہ خیال بھی، معمول سے ہٹ کر خطاب بھی فرمایا اور اذان ظہر ہوتے ہی عرش الٰہی کے سایہ میں پہنچ گئے۔

"عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے"

اگلے روز کہروڑپکا میں آپ کا تاریخی جنازہ ہوا۔ صبح سے ہی کہروڑپکا میں شاہراہیں ویران، گلیوں میں سناٹا، بازار بند ہیں۔ پو پھوٹتے ہی عوام کا سمندر جامعہ باب العلوم میں امنڈ آیا، اُستاذ المحدثین، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہٗ اپنے گھر نورانی ہشاش چہرے کے ساتھ قبلہ رو محو استراحت ہیں ایک کلو میٹر لمبی لائن میں لوگ زیارت کے لیے دھیرے دھیرے آرہے ہیں، غسل کی خدمت میں بھی حصہ نصیب ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ باب العلوم کہروڑپکا، باہر کی سڑکیں بھر گئیں، بمشکل سے نکل کر جنازہ گاہ پہنچا، جامعہ باب العلوم اور جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے اساتذہ، طلباء برادرم مفتی محمد طیب معاویہ، مولانا منیر احمد کی نگرانی میں دیوانہ وار عباسیہ فارم کے ۱۶ ایکڑ کے پلاٹ میں صفوں کے نشان، اسپیکر کی تنصیب، سیکورٹی کے امور اور سڑک کے اس پار کار پارکنگ، سائیکل، موٹر سائیکل اسٹینڈ بنانے میں مصروف تھے، انہیں ضروری ہدایات دے کر شجاع آباد پور سندھ سے آئے علماء کو سنبھالا، واپس جنازہ گاہ روانہ ہوا تو رش کی وجہ سے روڈ جام ہوچکے تھے، ڈی ایس پی کہروڑپکا سے فون پر بات کرکے ٹریفک کے بارے مشورے میں نے دیے۔ پنڈال پہنچا، مائیک سنبھالا، لاکھوں لوگ جمع ہوگئے تھے۔ اکابرین کی زیارت کے مشتاق اور بیان سننے کو بے تاب تھے۔ سینکڑوں آئے مشائخ، زعما کا بیان ممکن نہ تھا مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے سب کی نمائندگی کی، اُن کا بیان حضرت لدھیانویؒ کا روحانی تصرف تھا، اُن کی وصیت قاری صاحب کے بیان میں حلول کرکے حکمرانوں کا گریبان پکڑ کر جھنجوڑ رہی تھی۔

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری سے قبل مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی، مولانا عطاالمؤمن شاہ بخاری، مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا محمد احمد لدھیانوی اور راقم الحروف نے حضرت کو خراج عقیدت پیش کیا۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا ظفر احمد قاسم شدت غم سے بیان نہ کرسکے۔ سلسلۂ بیان کے دوران ہی حضرت کا جسد خاکی ایمبولینس پر لایا گیا، ایمبولینس کے لیے الگ سے مدخل اور راستہ بنایا گیا تھا، جامعہ فاروقیہ کے استاذ ہمارے عزیز مولانا محمد ارشد سلمہ نے مجمع کو ایمبولینس کے راستہ سے روکنے کے لیے رسیوں کے ساتھ انسانی ہاتھوں کی زنجیر بھی بنوادی، اس کی وجہ سے امیر العلما حضرت مولانا سلیم اللہ خان اور دیگر اکابر کو جنازہ گاہ پہنچنے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ تقریباً سوا گیارہ بجے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی صدر حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ تقریباً ایک لاکھ سے زائد افراد نے نماز جنازہ ادا کی۔ جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا کے متصل حسب وصیت آپ کو دفن کیا گیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ مرحوم

مولانا محمد حنیف جالندھری، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

دنیائے عالم میں اس وقت ۵۷ ممالک ایسے ہیں جن کے حکمران مسلمان ہیں، ان حکمرانوں میں حال ہی میں رحلت کر جانے والے سعودی فرماں روا شاہ عبداللہ بھی تھے۔ بشری کمزوریوں سے انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی مستثنیٰ نہیں تاہم جس مسلمان کی نیکیاں غالب ہوں اس کی تحسین اور اس کے ساتھ "حسن ظن" شریعت مطہرہ کا حکم ہے، بالخصوص جب وہ دنیا سے رخصت ہو جائے تو ہمیں اس کی نیکیوں کا تذکرہ اور کمزوریوں سے صرف نظر کا حکم دیا گیا ہے۔ سعودی فرماں روا شاہ عبداللہ میں بھی کچھ ایسی خصوصیات اور امتیازی اوصاف تھے جن کا تذکرہ نہ کرنا یقیناً ناانصافی ہوگی۔

شاہ عبداللہ نے حرمین شریفین کی جس تدبر، تدبیر اور محبت وخلوص کے ساتھ خدمت کی، جس انداز سے حرمین شریفین کی توسیع کا اہتمام کیا، جس فیاضی کے ساتھ حرمین شریفین کے انتظام کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے خرچ کیا، جس قسم کے ماہرین کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر حرمین شریفین کی خدمت پر لگایا اور جس طرح ہر گزرتے دن کے ساتھ انہوں نے حرمین شریفین میں سہولیات، نفاست، تعمیر اور صفائی ستھرائی کا اہتمام کیا اسے دیکھ کر انسان بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ حرمین شریفین کی خدمت پر مامور افراد اللہ تعالیٰ کے خاص اور منتخب بندے ہیں اور اللہ نے ان لوگوں کا صرف انتخاب ہی نہیں فرمایا، بلکہ ان کے لیے توفیق بھی ارزاں فرمائی اور حرمین شریفین کی خدمت کو ان کے لئے سہل بھی فرما دیا۔ جس کے نتیجے میں انہوں نے حرمین شریفین کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔

شاہ عبداللہ کے دور حکومت میں حج کے فریضہ کی ادائیگی کو آسان سے آسان تر بنانے کے لئے اور حاجیوں کو سہولتوں کی فراہمی کے لیے جو اقدام اٹھائے گئے وہ بلاشبہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، کہاں وہ دور جب رمی کے دوران کئی جانیں ضائع ہو جایا کرتی تھیں اور کہاں آج کا وقت جب ہر سال کے حج میں گزشتہ سال کے حج کے مقابلے میں سہولتوں اور آسانیوں کے حیرت انگیز مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں، قدم قدم پر حجاج خادم الحرمین الشریفین کو دعائیں دیتے نظر آتے ہیں، شاہ عبداللہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ وہ انسانیت کے خادم حکمران تھے، دنیا کے جس خطے میں کوئی آفت یا مصیبت آتی، کوئی حادثہ ہوتا، کہیں مسلمان مظلوم ہوتے، کسی قدرتی آفت کا شکار ہوتے تو شاہ عبداللہ ان کی ہر ممکن خدمت اور تعاون کرنے کو اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔

شاہ عبداللہ کی پاکستان کے ساتھ محبت بھی مثالی تھی، پاکستان پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا شاہ عبداللہ پاکستانی عوام اور حکمرانوں کے شانہ بشانہ دکھائی دیئے، شاہ عبداللہ نے پاکستانی عوام کی خدمت کے لئے ایک مستقل ادارہ قائم کیا، متاثرین زلزلہ کے ساتھ خصوصی تعاون کیا، سیلاب سے دوچار لوگوں کی ہر ممکن مدد کی، ان کے لئے مکانات بنوائے، راشن تقسیم کروایا، خیمے مہیا کیے، مساجد اور اداروں کی تعمیر نو کی، شاہ عبداللہ پاکستان کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے تھے، پاکستانی قوم کے لئے وہ مضطرب ہو جاتے تھے، کچھ عرصہ قبل ان کی طرف سے پاکستانی عوام کے لئے دیا گیا تحفہ اس کی واضح مثال ہے، پاکستان کے دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی پاکستانیوں سے محبت کے مظاہر دیکھے جا سکتے ہیں۔

شاہ عبداللہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کرنے اور دنیا کو امن وسکون کا گہوارہ بنانے کے لئے مثالی کردار ادا کیا، انہوں نے دنیا کے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو انسانی بنیادوں پر ایک دوسرے کے قریب لانے کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ شاہ عبداللہ نے اپنے دور میں اس بات کا اہتمام کیا کہ دنیا بھر کے اہل علم کی، دین کی خدمات میں مصروف عمل لوگوں کی جس قدر خدمت ہو سکے انہوں اس میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا، دنیا بھر کے اہل علم کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر انہیں حج کے لئے بلاتے، ان کا اعزاز واکرام کرتے، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو عالم اسلام میں سب سے زیادہ حفاظ تیار کرنے پر عالمی سطح کے اعزاز اور ایوارڈ سے نوازا، اب طویل عرصہ تک ان کی یادیں ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گی، ان کے کارہائے نمایاں تاریخ کے صفحات میں چمکتے دمکتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو بلند درجات عطا فرمائے۔ امید ہے ان کے جانشین اور سعودی فرماں روا شاہ سلمان بن عبدالعزیز بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خیر کے ان کاموں کو یونہی جاری وساری رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد ونصرت فرمائے۔ آمین۔ ☆

اسلام اور ریاست

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وعلی کل من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔ اما بعد۔

غیر منقسم ہندوستان میں قائداعظم کی قیادت میں قیام پاکستان کی جو تحریک چلی، اس کی بنیاد مسلم قومیت کے نظریئے پر تھی، انگریزوں اور ہندوؤں کے مقابلے میں جو تمام ہندوستانیوں کو ایک قوم قرار دیکر اکھنڈ بھارت کے حق میں تھے، قائداعظم نے پورے زور وشور اور دلائل کی روشنی میں یہ نعرہ لگایا کہ ہندوستان میں دو قومیں بستی ہیں، ایک مسلم اور دوسری غیر مسلم۔ مسلمان رہنماؤں، اہل فکر اور علمائے کرام نے اس کی بھرپور تائید کی، اور میرے بچپن میں "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ" کی جو صدائیں گونجتی تھیں، ان کی دلکش یاد آج بھی کانوں میں محفوظ ہے۔ آخرکار مسلم اکثریت نے قائداعظم کی اس پکار پر لبیک کہا اور ناقابل فراموش قربانیوں کے بعد ہمالیہ کے دامن میں ارض پاک ایک حقیقت بن کر ابھری۔

نظریۂ پاکستان کی بنیاد تو واضح تھی۔ لیکن ایک چھوٹا سا حلقہ پاکستان بننے کے بعد اس کی فکری بنیاد سے محروم کر کے اس کے سیکولر ریاست ہونے کا نظریہ ظاہر کرتا رہا، یہاں تک کہ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے دستور پاکستان کے لئے وہ قرارداد مقاصد باتفاق منظور کی جس نے ملک کا رخ واضح طور پر متعین کر دیا کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے اور عوام کے منتخب نمائندے اپنے اختیارات قرآن وسنت کی حدود میں رہ کر استعمال کر سکیں گے اور یہ قرارداد ۱۹۵۴ء، ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۲ء، اور ۱۹۷۳ء کے تمام دستوری مسودوں کا الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ لازمی جزو بنی رہی اور آج بھی وہ ہمارے دستور کی وہ دستاویز ہے جس پر ہم فخر کر سکتے ہیں۔ چوتھائی صدی تک قومی اسمبلیوں میں بھی اور باہر بھی اس پر کھلے دل سے بحث ومباحثہ بھی ہوا، بالآخر اس پر پورے ملک کا اتفاق ہو گیا۔ پھر اس کی بنیاد پر دستور کی تشکیل کا مرحلہ آیا تو یہ دفعہ بھی تمام مسودات دستور میں کسی قابل ذکر اختلاف کے بغیر موجود رہی کہ پاکستان میں کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جا سکے گا، اور موجودہ قوانین کو بھی ان کے سانچے میں ڈھالا جائے گا۔ ۱۹۷۳ء کا دستور جو آج بھی نافذ ہے، اس وقت کے تمام سیاسی اور دینی حلقوں کے اتفاق سے منظور ہوا، اور اس پر بفضلہ تعالیٰ آج بھی تمام سیاسی پارٹیاں متفق ہیں اور اس کا مکمل تحفظ چاہتی ہیں جس کا مظاہرہ اور اس کی مزید تاکید حال ہی میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے تاریخی اتفاق سے دوبارہ ہو گئی ہے، اعلیٰ عدالتوں نے بھی اسے دستور کی بنیادی روح کا لازمی حصہ قرار دیا ہے۔

اب کچھ عرصے سے کچھ آوازیں پھر گونجنے لگی ہیں کہ ملک کو اس دہشت گردی سے پاک کرنے کے لئے اسے سیکولر بنانا چاہئے، یعنی نصف صدی سے زائد جو فکری، سیاسی اور عملی جدوجہد ملک کا صحیح رخ متعین کرنے کے لئے ہوئی ہے، اس کی بساط لپیٹ کر پھر الف ب سے آغاز کرنا چاہئے۔ ایک ایسے موقع پر جب ملک کے تمام طبقات دہشت گردی کے عفریت کو کچل کر شکست دینے کے لئے کمربستہ ہیں، ملک کی بنیاد، اس کے قیام کے نظریئے اور اس کے متفقہ رخ کو تبدیل کرنے کی کوشش اس فضا میں جو پنڈورا بکس کھول سکتی ہے اور اس سے جو انتشار جنم لے سکتا ہے، اس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

اسی فضا میں سیکولرازم کے حامی حضرات جو کچھ فرما رہے ہیں، اس کی بازگشت مذہب کے نام پر ایک ''مذہبی بیانیہ'' کے عنوان سے جناب جاوید احمد غامدی صاحب کی طرف سے سامنے آئی ہے جو روزنامہ جنگ کے ۲۲ر جنوری کے شمارے میں "اسلام اور ریاست، ایک جوابی بیانیہ" کے عنوان سے شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے ''سیکولرازم کی تبلیغ'' کے بجائے اپنے افکار کو ''مذہبی بیانیہ'' قرار دیا ہے۔ اس ''بیانیہ'' کا مقصد انہوں نے شروع ہی میں یہ بیان فرمایا ہے کہ: ''سیکولرازم کی تبلیغ نہیں، بلکہ مذہبی فکر کا ایک جوابی بیانیہ ہی صورت حال کی اصلاح کر سکتا ہے۔'' اس جوابی بیانیے (Counter narrative) کے جو نکات انہوں نے بیان فرمائے ہیں، ان کو بار بار پڑھنے کے باوجود مجھے شاید اپنی کم فہمی کی وجہ سے وہ ایک عجوبے سے کم نہیں لگتے، اور ان کے باہمی تضادات سے مجھے بہت سی تاویلات کے باوجود چھٹکارا نہیں مل سکا۔ اس مضمون میں یوں تو بہت سی

باتیں قابلِ تبصرہ ہیں، لیکن ان تمام نکات پر تبصرہ بہت طول چاہتا ہے جس کا یہ مضمون متحمل نہیں، لیکن ان میں سے چند متضاد نکات اور ان کے مضمرات کی طرف توجہ دلانا ضروری معلوم ہوتا ہے، کیونکہ وہ نکات نہ صرف پاکستان کے قیام کے نظریئے ہی کی نفی کرتے ہیں، بلکہ ملک کو ایک ایسے ڈھیلے ڈھالے نظام اجتماعی کی طرف دعوت دیتے ہیں جن کے عملی اطلاق کی کوئی معقول صورت کم از کم مجھ کم فہم کی سمجھ میں نہیں آسکی۔

سب سے پہلے نکتے میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے کہ ریاست کا بھی کوئی مذہب ہوتا ہے، اور اس کو بھی کسی قرارداد مقاصد کے ذریعے سے مسلمان کرنے اور آئینی طور پر اس کا پابند بنانے کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس میں کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔'' اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ پاکستان کے آئین میں جو قرارداد مقاصد درج ہے یا اس میں جو پابندی عائد کی گئی ہے کہ کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا، یہ قطعی طور پر نہ صرف غیر ضروری، بلکہ بے بنیاد خیال پر مبنی ہے۔ قرارداد مقاصد کا بنیادی تصور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا اقرار ہے اور اسے غیر ضروری اور بے بنیاد قرار دینے کا نتیجہ ریاست کے لئے اس حاکمیت اعلیٰ کے اقرار کو بے بنیاد قرار دینے کے سوا اور کیا ہے؟

یہ بیانیہ وہ ''سیکولرازم کی تبلیغ'' کے مقابلے میں یا اس کے متبادل کے طور پر پیش کر رہے ہیں، لیکن اول تو یہ بات مجھ سے بالاتر ہے کہ ''سیکولرازم کی تبلیغ'' اور ''مذہبی بیانیہ'' کے اس نکتے میں کیا فرق ہوا؟ سیکولرازم بھی یہی کہتا ہے کہ: ''ریاست کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔'' کیونکہ دین ایک خالص انفرادی معاملہ ہے۔ وہ بھی یہی کہتا ہے کہ پارلیمان پر کسی دین کی پابندی عائد نہیں کی جاسکتی، لہٰذا قرارداد مقاصد کی کوئی ضرورت نہیں اور یہی باتیں جناب غامدی صاحب کے اس نکتے میں بھی ارشاد فرمائی گئی ہیں۔ کیا عنوان بدل دینے سے حقیقت میں کوئی فرق آجاتا ہے؟

پھر یہ عجیب بات ہے کہ اس کے بعد آگے خود جناب غامدی صاحب نکتہ نمبر ۸ میں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے ارشاد امرہم شوریٰ بینہم کا تقاضا ہے کہ ملک میں ایک پارلیمان قائم ہونی چاہئے، اور ''علما ہوں یا ریاست کی عدلیہ، پارلیمان سے کوئی بالاتر نہیں ہوسکتا۔ امرہم شوریٰ بینہم کا اصول ہر فرد اور ادارے کو پابند کرتا ہے کہ پارلیمان کے فیصلوں سے اختلاف کے باوجود عملاً اس کے سامنے سرتسلیم خم کردیں۔ اسلام میں حکومت قائم کرنے اور اس کو چلانے کا یہی ایک جائز طریقہ ہے، اس سے ہٹ کر جو حکومت قائم کی جائے گی، وہ ایک ناجائز حکومت ہوگی۔''

ان دونوں باتوں کے مجموعے سے مطلب یہی نکلتا ہے کہ پارلیمان وجود میں تو قرآنی حکم امرہم شوریٰ بینہم کے تحت آئے گی، مگر اس کے بعد اسے اس بات کا پابند نہیں کیا جاسکتا کہ وہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہ بنائے، البتہ ملک کے افراد اور ادارے اس بات کے پابند ہیں کہ وہ پارلیمان کے ہر فیصلے پر سرتسلیم خم کردیں۔ یہاں پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ریاست کا نہ کوئی مذہب ہوتا ہے، اور نہ پارلیمان کے فیصلوں کو قرآن وسنت کا پابند کیا جاسکتا ہے، تو ''امرہم شوریٰ بینہم'' کا قرآنی اصول اس کے لئے کس بنیاد پر لازم ہوگیا؟ اور یہ بات کس بنیاد پر کہی جارہی ہے کہ ''اسلام میں حکومت قائم کرنے اور اس کو چلانے کا یہی ایک جائز طریقہ ہے'' جبکہ ریاست کا اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر پارلیمان مغربی ممالک کی طرح ہم جنس شادیوں کا قانون نافذ کردے، تو کیا قرآن کریم کا باہمی مشاورت کا یہ اصول پھر بھی ''ہر فرد اور ادارے کو پابند کرتا ہے کہ پارلیمان کے فیصلوں سے اختلاف کے باوجود عملاً اس کے سامنے سرتسلیم خم کردیں؟'' اگر نہیں تو کیوں؟ جبکہ پارلیمان پر کوئی پابندی نہیں کہ وہ قرآن و سنت کے خلاف قانون سازی نہ کرے؟

پھر جناب غامدی صاحب نے آگے اپنے نکتہ نمبر ۹ میں فرمایا ہے کہ: ''دین کے ایجابی احکام میں سے یہ صرف نماز اور زکوٰۃ ہے جس کا مطالبہ مسلمانوں کا کوئی نظم اجتماعی اگر چاہے تو قانون کی طاقت سے کرسکتا ہے۔'' ''نظم اجتماعی'' سے ان کی مراد غالباً حکومت ہی ہے، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نماز کو بزور قانون لازمی قرار دے کر بے نمازیوں پر سزا جاری کرے؟ اگر یہ واقعی کوئی قرآن کریم کا حکم ہے کہ نماز کا مطالبہ قانون کی طاقت سے کیا جائے، جیسا کہ جناب غامدی صاحب نے فرمایا ہے، تو پھر ''اگر چاہے'' کی جو شرط انہوں نے لگائی ہے، اس کا مطلب تو یہی ہے کہ اس قرآنی حکم پر عمل حکومت کی چاہت پر موقوف ہے، لہٰذا

الحمدللہ! ہمارے موجودہ دستور میں چند جزوی باتوں کے سوا کوئی خرابی نہیں ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس کے جوہری احکام پر ٹھیک ٹھیک عمل نہیں ہورہا ہے، ہمارے دستور میں جو بنیادی حقوق دیئے گئے ہیں، وہ لوگوں کو پوری طرح حاصل نہیں ہیں۔

اگر وہ نہ چاہے تو اس حکم پر عمل نہ کرے۔ اس صورت میں سورۂ احزاب کی اس آیت (نمبر ۳۶) کا کیا مطلب ہوگا جس میں فرمایا گیا ہے کہ: "اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کردیں تو کسی مؤمن مرد یا عورت کے لئے یہ گنجائش نہیں ہے کہ انہیں اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی رہے۔"

آگے معاشرتی احکام کے حوالے سے اپنے نکتہ نمبر ۱ میں جناب غامدی صاحب فرماتے ہیں: "حکومت ان کی (عوام کی) رضا مندی کے بغیر زکوٰۃ کے علاوہ کوئی ٹیکس ان پر عائد نہیں کرسکے گی، ان کے شخصی معاملات، یعنی نکاح، طلاق، تقسیم وراثت، لین دین اور اس نوعیت کے دوسرے امور اگر ان میں کوئی نزاع ہو تو اس کا فیصلہ اسلامی شریعت کے مطابق ہوگا۔"

یہاں پھر کئی سوال پیدا ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ جب ریاست کا کوئی مذہب نہیں اور اس پر قرآن وسنت یا شریعت کے مطابق قانون سازی کی کوئی پابندی نہیں، تو عدلیہ پر ان احکام میں شریعت ہی کے مطابق فیصلے کرنے کی پابندی کس بنیاد پر ہوگی؟ اور اگر ان معاملات میں پارلیمان شریعت کے بجائے کسی اور قانون کی پابندی کا حکم دے تو اس کے سامنے نکتہ نمبر ۸ کے تحت سرتسلیم کیوں خم نہ کیا جائے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ: "ان کی رضامندی کے بغیر زکوٰۃ کے علاوہ کوئی ٹیکس عائد نہیں کرے گی۔" ظاہر ہے کہ اس میں عوام کی رضامندی سے مراد پارلیمان کی مرضی ہے، لہٰذا مذکورہ جملے کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ کوئی اور ٹیکس عائد کرنے کے لئے تو پارلیمان کی منظوری درکار ہے، لیکن زکوٰۃ حکومتی سطح پر عائد کرنے کے لئے پارلیمان کی منظوری کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہی مقصود ہے تو حکومت پارلیمان کے کسی قانون کے بغیر زکوٰۃ کس بنیاد پر وصول کرے گی اور اس کی اس اتھارٹی کا سرچشمہ کیا ہوگا۔ اگر وہ سرچشمہ قرآن کریم ہے تو کہنا ہوگا کہ قرآن کریم پارلیمان پر بالادستی رکھتا ہے۔ پھر ریاست کا کوئی مذہب نہ ہونے کا اصول کہاں گیا؟

آگے جناب غامدی صاحب نے فرمایا ہے: "ریاست کا کوئی مسلمان شہری اگر زنا، چوری، قتل، فساد فی الارض اور قذف کا ارتکاب کرے گا اور عدالت مطمئن ہوجائے گی کہ اپنے ذاتی، خاندانی، اور معاشرتی حالات کے لحاظ سے وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں، تو اس پر وہ سزائیں نافذ کی جائیں گی جو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دعوت کو پورے شعور اور شرح صدر کے ساتھ قبول کرلینے کے بعد ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے اپنی کتاب میں مقرر کردی ہیں۔"

دستور میں یہ لکھا ضرور ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور اس کے لئے دستور نے ایک میکنزم بھی تجویز کردیا ہے جس پر اگر ٹھیک ٹھیک عمل ہو تو وہ فرقہ واریت کا بھی سدباب کرسکتا ہے، لیکن اسے برسرکار لانے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں ہورہی

یہاں دو سوال پھر پیدا ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ کیا ایسی صورت میں پارلیمان اور حکومت پر لازم ہے کہ وہ ایسے مسلمانوں پر یہ قرآنی سزائیں جاری کرے؟ اگر قرآن کریم کے حکم کے تحت لازم ہے تو جب پارلیمان پر قرآن وسنت کے خلاف قانون سازی کی کوئی پابندی نہیں ہے تو اس پر یہ پابندی کیسے لازم ہوگی کہ وہ قرآنی سزائیں ہی جاری کرے اور ان معاملات میں اپنی طرف سے کوئی اور سزا تجویز نہ کرے یا ان میں سے کسی جرم (مثلاً زنا بالرضا) کو جائز قرار نہ دے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر یہ سزائیں قرآن کریم ہی کی بنیاد پر دی جائیں گی تو کیا قرآن کریم میں کوئی ایسی تفریق ہے کہ یہ سزائیں صرف ان مسلمانوں کے لئے ہیں جو شعور کے ساتھ اسلام کی دعوت کو قبول کریں اور غیر مسلم چوروں، قاتلوں اور فساد فی الارض پھیلانے والوں کو ان سے مستثنیٰ رکھا جائے، جیسا کہ جناب غامدی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ سزائیں صرف مسلمانوں ہی کے لئے ہوں گی؟

جناب غامدی صاحب نے اپنے اس "بیانیے" میں یہ بھی فرمایا ہے کہ: "اسلام میں قومیت کی بنیاد اسلام نہیں ہے، جس طرح کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث میں کسی جگہ نہیں کہا گیا کہ مسلمان ایک قوم ہیں، یا انہیں ایک ہی قوم ہونا چاہئے۔" یہ وہی دو قومی نظریہ کا مسئلہ ہے جس کی بنیاد پر قائد اعظم نے پاکستان کے قیام کا مطالبہ کیا تھا۔ یہاں مؤدبانہ گزارش یہ ہے کہ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ مسلمانوں پر لغت یا عرف عام کے مطابق لفظ "قوم" کا اطلاق درست ہے یا نہیں، مسئلہ یہ ہے کہ مستقل سیاسی اور اجتماعی وحدت کے لحاظ سے تمام مسلمانوں کو (چاہے وہ کسی رنگ ونسل سے تعلق رکھتے ہوں) غیر مسلموں سے الگ سمجھنا اور اس بنا پر ان کے لئے الگ خطۂ زمین کا مطالبہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ قائد اعظم نے پاکستان کا مطالبہ کرتے ہوئے جو دو قومی نظریہ پیش کیا تھا اور جس کی بنیاد پر آج ہم ایک الگ ملک کی حیثیت سے بیٹھے ہیں، اس کا مطلب یہی تھا۔ اس دو قومی نظریے پر بھی یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ مسلمانوں کے لئے "قوم" کا لفظ استعمال کرنا لغت اور

عرف عام کے اعتبار سے درست نہیں ہے، لیکن ان کا مقصد "مستقل سیاسی وحدت" تھا جس کی بنیاد پر اپنے اختیار سے کوئی حکومت قائم کی جائے۔

لغوی اعتبار سے تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی مخاطب ان کی قومیں ہی تھیں، لیکن انہوں نے ان کی بنیاد پر کوئی مستقل سیاسی وحدت قائم نہیں کی اور اگر کوئی ریاست قائم ہوئی تو وہ وطن اور رنگ و نسل کی بنیاد پر نہیں، بلکہ اسلام کی بنیاد پر ہوئی، جیسے حضرت موسیٰ، حضرت داود وسلیمان علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حکومتیں اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی حکومت۔ البتہ اس میں غیر مسلموں کو تمام شہری اور مذہبی حقوق برابر حاصل تھے۔

جناب غامدی صاحب نے ایک اور بات اپنے نکتہ نمبر۲ میں یہ ارشاد فرمائی ہے کہ: "نہ خلافت کوئی دینی اصطلاح ہے اور نہ عالمی سطح پر اس کا قیام اسلام کا کوئی حکم ہے۔"

قرآن کریم نے سورۂ بقرہ آیت نمبر۳۰ میں حضرت آدم علیہ السلام کے تذکرے میں ارشاد فرمایا ہے: "میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

اور سورۂ ص آیت نمبر۲۶ میں حضرت داود علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ: "ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔"

نیز سورۂ نور آیت نمبر۵۵ میں ارشاد فرمایا ہے: "تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں، ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں خلافت عطا فرمائے گا، جس طرح اس نے پہلے لوگوں کو خلافت عطا فرمائی تھی اور ان کے لئے اس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے ان کے لئے پسند کیا ہے اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے، اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا فرمائے گا۔ وہ میری عبادت کریں، میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔" اس کے علاوہ متعدد احادیث ہیں جن میں اسلامی ریاست کے امیر کو خلیفہ کہا گیا ہے اور اس کی حکومت کو خلافت سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ قرآن و حدیث کے ان ارشادات کی بنا پر اسلامی لٹریچر اس اصطلاح سے بھرا ہوا ہے۔

فلسفہ تاریخ کے عبقری عالم ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ "خلافت" کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "لوگوں کو شرعی طرز فکر کے مطابق چلانا جس سے ان کی آخرت کی مصلحتیں بھی پوری ہوں اور وہ دنیوی مصلحتیں بھی جن کا نتیجہ آخر کار آخرت ہی کی بہتری ہوتا ہے۔" (مقدمہ ابن خلدون: باب۳ فصل ۲۵، ص:۱۸۹)

قرآن و حدیث کے ان ارشادات اور چودہ سو سال سے اس اصطلاح کے معروف و مشہور بلکہ متواتر ہونے کے باوجود یہ فرمانا کہ خلافت کوئی دینی اصطلاح نہیں ہے، اس پر تبصرے کے لئے میرے پاس مناسب الفاظ نہیں ہیں۔

جناب غامدی صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ان کا یہ "مذہبی بیانیہ" دہشت گردی کے موجودہ مسائل کی اصلاح کر سکتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دستور پاکستان کو لپیٹ کر کے ان متضاد نکات کی بنیاد پر نئے سرے سے دستور بنایا جائے تو دہشت گرد اپنی دہشت گردی سے باز آجائیں گے ان کا خود بخود قلع قمع ہو جائے گا۔

حقیقت اس کے برعکس یہ ہے کہ الحمدللہ! ہمارے موجودہ دستور میں چند جزوی باتوں کے سوا کوئی خرابی نہیں ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس کے جوہری احکام پر ٹھیک ٹھیک عمل نہیں ہو رہا ہے، ہمارے دستور میں جو بنیادی حقوق دیئے گئے ہیں، وہ لوگوں کو پوری طرح حاصل نہیں ہیں، پالیسی کے جو اصول بنائے گئے ہیں، ان پر ایک دن عمل نہیں ہوا، صوبوں کو جو حقوق ملنے چاہئیں، وہ نہیں مل رہے، عوام کو قدم قدم پر مشکلات، رشوت ستانی اور ظلم و ستم کا سامنا ہے، معیشت کے میدان میں اونچ نیچ حد سے بڑھی ہوئی ہے، سرکاری دفتروں سے کام کرانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، عدل و انصاف کے دروازے غریبوں کے لئے تقریباً بند ہیں، دستور میں یہ لکھا ضرور ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا، اور اس کے لئے دستور نے ایک میکنزم بھی تجویز کر دیا ہے جس پر اگر ٹھیک ٹھیک عمل ہو تو وہ فرقہ واریت کا بھی سد باب کر سکتا ہے، لیکن اسے بر سر کار لانے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں ہو رہی۔ یہ مجموعی صورت حال عوام میں مایوسی اور چڑچڑاہٹ پیدا کرتی ہے، اور شر پسند لوگوں کو یہ پروپیگنڈا کرنے کا موقع ملتا ہے کہ یہ اصلاحات پُرامن ذرائع سے نہیں ہو سکتیں، اور حکومتوں کے اس طرز عمل نے اس بات کو مزید ہوا دی ہے کہ جو مطالبہ شریفانہ طور سے وعظ و نصیحت اور مشورے کے طور پر کیا جائے، حکومت اسے درخور اعتنا ہی نہیں سمجھتی، اور لوگوں کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ کوئی مطالبہ اسی وقت قابل سماعت ہو سکتا ہے جب وہ ہڑتال اور جلاؤ گھیراؤ کے ساتھ کیا جائے، اور اس کا آخری حل یہ ہے کہ حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھا لئے جائیں۔ ملک کے دشمن مسلسل اس فکر کو ہوا دے رہے ہیں، اور اسی بنیاد پر جذباتی نوجوانوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا مسئلہ دستور میں کسی جوہری تبدیلی کا نہیں، مسئلہ اس پر ٹھیک ٹھیک عمل کا ہے۔ اگر اس پر سنجیدگی سے عمل ہونے لگے، عوام کو اسلامی تعلیمات کے مطابق انصاف میسر ہو، اور اسلام کے عادلانہ قوانین ان کی روح کے ساتھ نافذ کئے جائیں، مجرموں کو انصاف کے تمام تقاضوں کے ساتھ عبرت ناک سزائیں دی جائیں، تو یہ مسلح تحریکیں اپنی موت آپ مر جائیں گی۔

خدا کے لئے نیا انتشار پھیلانے کے بجائے متحد ہو کر اس جہت میں کام کریں۔ ☆☆☆

تحریک ختم نبوت میں بہاول پور کا کردار!

(۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک)

تیسری قسط

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جامع مسجد الصادق میں عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد:

امتناع قادیانیت ایکٹ کی یاد میں ۲۶؍اپریل ۱۹۸۶ء کو جامع مسجد الصادق میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ کانفرنس کے انتظامات کے لئے کئی ایک کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ نیز ضلع میں امتناع قادیانیت ایکٹ کی خلاف ورزی رکوانے اور قانون کی پابندی کرانے کے لئے حاجی سیف الرحمن، مولانا محمد یوسف، محمد عبداللہ قریشی ایڈووکیٹ، علامہ محمد ریاض چغتائی، علامہ غلام مصطفی، محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل کمیٹی ترتیب دی گئی۔ اجلاس میں مولانا محمد معاذ، محمد یاسین قریشی، قاری غلام یاسین صدیقی، محمد یحییٰ امجد، محمد زکریا سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

ڈاکٹر سلیمان ازہر اور اس کا متنازعہ مقالہ:

ڈاکٹر سلیمان ازہر نے ایڈنبرا یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ اس نے مقابلہ میں سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاسوسی نظام سے متعلق اہانت آمیز کلمات تحریر کئے۔ اس کے مقالہ پر غور و خوض کرنے کے لئے علماء کرام، وکلاء، پروفیسرز پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی۔ جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں: علماء کرام: مولانا محمد سعید تقی، محمد اسماعیل شجاع آبادی، وکلا: محمد عبداللہ قریشی، عبیدالرحمن ایڈووکیٹ، پروفیسرز: چوہدری محمد اکرم، پروفیسر نذیر احمد بھٹی، کمیٹی کے انچارج مولانا عبدالحکیم ہوں گے۔ کمیٹی سے کہا گیا کہ مذکور کے مقالہ کا مطالعہ کرکے قابل اعتراض عبارات کو انڈر لائن کرکے اس کے خلاف ایس ایس پی سے ملاقات کرے اور مذکور کے خلاف ۲۹۵۔سی کے تحت پرچہ درج کرائے۔ اگر ایس پی صاحب پرچہ درج کرنے کا آرڈر نہ دیں تو وفاقی شرعی عدالت میں رٹ دائر کی جائے۔

اس سلسلہ میں ۴؍مئی ۱۹۸۶ء کو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت غلہ منڈی میں اجلاس منعقد ہوا، جس میں مولانا عبدالحکیم، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حاجی سیف الرحمن، محمد اسماعیل شجاع آبادی، جماعت اسلامی کے اسلوب احمد خان، پروفیسر نذیر احمد بھٹی، روزنامہ سیادت کے ایڈیٹر گلزار احمد نسیم اور قاضی احسان الرحمن حیدری، مولانا محمد معاذ، مولانا محمد یوسف، قاری غلام یاسین صدیقی، محمد نواز ناجی جمعیت علماء اسلام، منشی عبدالحق جمعیت اہلحدیث نے شرکت کی۔

پروفیسر سلیمان ازہر کے مقالہ سے متعلق وکلاء کی رپورٹ:

گزشتہ اجلاس میں طے ہوا تھا کہ کمیٹی مقالہ کا مطالعہ کرے گی۔ چنانچہ کمیٹی کے وکلاء اراکین نے تھیسز کا مطالعہ کیا اور قابل اعتراض عبارتوں کو انڈر لائن کیا۔ نیز دوسرے وکلاء سے بھی مشورہ کیا تو وکلاء نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا کہ واقعتاً اس مقالہ میں دریدہ دہنی اور گستاخی کی گئی ہے۔ چنانچہ مجلس عمل کا اجلاس ۱۰؍مئی ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا تو اس میں جناب محمد عبداللہ قریشی، حافظ عبیدالرحمن (ایڈووکیٹس) نے رپورٹ پیش کی۔ چنانچہ ایک وفد تشکیل دیا گیا، جس میں مذکورہ بالا وکلاء کے علاوہ حاجی سیف الرحمن اور محمد اسماعیل شجاع آبادی وفد میں شامل ہوں گے۔ وفد نے وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی سے ملاقات کی اور مطالبہ کیا کہ ایسے گستاخ رسول، دریدہ دہن اور بے دین آدمی کو یونیورسٹی سے الگ کیا جائے اور اس کے مقالہ کو ضبط کرکے نذر آتش کیا جائے۔ نیز اجلاس میں مختلف مقامات پر قادیانیوں نے کلمات طیبہ لکھے ہوئے تھے۔ ان کے محفوظ کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

کلمات طیبہ اور آیات قرآنی کی حفاظت:

قادیانیوں نے مختلف مقامات پر آیات قرآنی اور کلمات طیبہ لکھے۔ اجلاس میں طے ہوا کہ اے سی صاحب کو مل کر کلمات طیبہ محفوظ کئے جائیں بصورت دیگر مسلمانان بہاولپور اپنے ہاتھوں سے خود محفوظ کریں گے۔ رمضان المبارک قریب تھا تو راقم نے روزنامہ سیادت بہاولپور کے ایڈیٹر گلزار احمد نسیم جو ہماری مجلس عمل کے ممبر تھے، کو فون کیا اور انہیں اپنی معروضات بھی بتلائیں اور درخواست کی کہ آپ ڈپٹی کمشنر کو فون کریں کہ مولانا شجاع آبادی کا پریس ریلیز آیا ہوا ہے، جس میں تحریر کیا ہوا ہے کہ فلاں تاریخ تک کلمات طیبہ محفوظ کئے جائیں بصورت دیگر مسلمانان بہاولپور خود حفاظت کریں گے۔ چاہے ساہیوال کی طرح قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ اور بتلایا کہ اس وقت میں فلاں نمبر کے پاس ہوں۔ چنانچہ گلزار نسیم نے ڈپٹی کمشنر کو فون کیا اور حالات کی نزاکت کا احساس دلایا۔ ڈی سی صاحب نے کہا کہ

مولانا شجاع آبادی کا نمبر دیں، چنانچہ انہیں نمبر دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد فون آیا کہ ڈی سی صاحب بات کریں گے۔ بندہ نے ریسیور پکڑا تو ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ آپ کون ہیں اور اس قسم کے بیانات کیوں دیتے ہیں؟ راقم نے بتلایا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ڈسٹرکٹ مبلغ ہوں اور میرے فرائض میں شامل ہے کہ آیات قرآنی اور کلمات طیبہ کا ناجائز استعمال نہ ہونے دوں، تو ڈی سی نے کہا کہ آپ اسسٹنٹ کمشنر کو مل لیں۔ اسسٹنٹ کمشنر ملک غلام نبی کروڑی (کہروڑ لال عیسن کروڑیہ) ہے۔ گلزار نسیم صاحب اور راقم اے سی صاحب کو ملے۔ اے سی صاحب نے کہا کہ آپ گرفتار ہیں۔ راقم نے کہا کہ گرفتاریاں ہمارے راستہ کی رکاوٹ نہیں ہیں۔ موصوف نے چائے کا حکم دیا۔ راقم نے کہا کہ چائے نہیں پئیں گے۔ کہا کیوں؟ راقم نے کہا کہ جو افسر قادیانی نواز ہو، اس کے ہاں سے چائے پینا صحیح نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب آپ گرفتار ہیں تو آپ ہمارے مہمان ہیں۔ اب میزبان کی توہین ہے کہ اس کے ہاں سے چائے نہ پی جائے، اتنے میں ایک مجسٹریٹ، متعلقہ تھانے کا ایس ایچ او اور دو تین سپاہی آئے اور سلوٹ مار کر کہا کہ کلمات طیبہ محفوظ کر دیئے ہیں۔ اطمینان ہوا کہ بغیر کسی تگ و دو کے مسئلہ حل ہو گیا۔ اے سی آفس سے باہر نکلے تو راقم نے جناب گلزار نسیم سے کہا کہ جمعہ بہر حال ہم نے کوثر کالونی میں پڑھنا ہے۔ چنانچہ جمعہ کے روز گلزار صاحب تشریف لائے تو ہم مسجد کی طرف گئے تو نذیر احمد قادیانی کے مکان پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔ جمعہ سے فارغ ہو کر ڈی سی اور اے سی سے رابطہ کی کوشش کی۔ اے سی صاحب کے دفتر پیغام نوٹ کرا دیا، اے سی صاحب مغرب کے بعد دفتر ختم نبوت تشریف لائے۔ ڈسٹرکٹ امن کمیٹی کے چیئرمین سید محمد علی شاہ، محکمہ اوقاف کے ڈسٹرکٹ خطیب مولانا قاری محمد یوسف ساتھ تھے۔ قاری صاحب نے گھنٹی دی۔ راقم کے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اے سی صاحب نیچے موجود ہیں۔ بندہ سیڑھیوں سے نیچے آیا تو اے سی صاحب نے کہا کہ میرے عملہ نے کلمات طیبہ محفوظ کر دیئے تھے اور میں دیکھ کر آیا ہوں۔ بندہ نے کہا کہ آپ شام کو دیکھ آئے ہیں جبکہ میں نے دوپہر کو دیکھا تو اے سی صاحب نے بندہ کو ساتھ لیا اور موقع ملاحظہ کیا اور کلمات طیبہ لکھے دیکھے۔ دروازہ پر گھنٹی دی تو بتایا گیا کہ اے سی صاحب تشریف لائے ہیں۔ اے سی صاحب نے انہیں ڈانٹا اور انہیں حکم دیا کہ کلمات طیبہ محفوظ کریں، بصورت دیگر تمہارے خلاف قانونی کارروائی ہوگی، تو انہوں نے ایک روز کی مہلت مانگی۔ اے سی صاحب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ سعادت ہم خود کیوں نہ حاصل کریں؟ جمعہ کا روز تھا، مارکیٹیں بند تھیں، کسی پینٹ اسٹور والے کو گھر سے اٹھایا اور رنگ کی ڈبیہ اور برش لئے اور اے سی بہاولپور جناب غلام نبی کروڑی نے اپنی جیب پر کھڑے ہو کر کلمات طیبہ پر رنگ پھیر کر انہیں محفوظ کر دیا۔ الحمدللہ علی ذلک۔

اس پر ۱۰ر مئی ۱۹۸۶ء کے اجلاس میں انتظامیہ بالخصوص اے سی صاحب کا شکریہ ادا کیا گیا کہ انہوں نے کلمہ طیبہ محفوظ کر کے شہر کو لا اینڈ آرڈر کی خلاف ورزی سے بچا لیا۔

جسٹس منیر احمد خان سے ملاقات:

مجلس عمل کا اجلاس ۱۷ر جون ۱۹۸۶ء کو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں مولانا غلام مصطفیٰ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ ایک وفد لاہور ہائی کورٹ کے بہاولپور بینچ کے جج جناب جسٹس منیر احمد خان کو ملے، جس میں مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد معاذ، مولانا عبدالحکیم، حاجی سیف الرحمن، گلزار احمد نسیم اور راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی شامل ہوں۔ انہیں متنازعہ مقالہ (تھیسز) سے متعلق آگاہ کرے، اگر جسٹس صاحب پرچہ درج کرانے کا مشورہ دیں تو مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا عبدالحکیم کی معیت میں پرچہ درج کرنے کی درخواست دے دی جائے۔

احتجاجی جلسہ اور جلوس:

مجلس عمل کا اجلاس ۲ر جولائی ۱۹۸۶ء کو خطیب پاکستان مولانا عبدالشکور دین پوری کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں مجلس عمل میں شامل تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، تاجر نمائندگان اور صحافی شریک ہوئے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ڈاکٹر سلیمان ازہری کی برطرفی کے لئے ۹ر جولائی بعد نماز عشاء احتجاجی جلسہ جامع مسجد الصادق میں منعقد کیا جائے۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، تاجر نمائندگان اور صحافی خطاب فرمائیں۔ ۱۲ر جولائی بعد نماز عصر جامع مسجد الصادق سے جلوس نکالا جائے، جو فرید گیٹ پر ختم ہو۔ ۱۵ر جولائی کو شہر بھر میں ہڑتال ہو۔ الحمدللہ! ۱۵ر جولائی ۱۹۸۶ء کو بھرپور ہڑتال ہوئی اور جامع مسجد الصادق سے اسلامیہ یونیورسٹی کے مین گیٹ تک جلوس نکالا گیا۔ جس نے اسلامیہ یونیورسٹی کے گیٹ پر جلسہ کی شکل اختیار کر لی۔ وائس چانسلر نے مجلس عمل کو مذاکرات کی دعوت دی تو مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد یوسف، محمد عبداللہ قریشی ایڈووکیٹ، حاجی سیف الرحمن، محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ملاقات کی اور انہیں مسئلہ کی سنگینی کی طرف متوجہ کیا اور مطالبہ کیا کہ پروفیسر مذکور کو اسلامیہ یونیورسٹی سے نکالا جائے۔ اس کے متنازعہ مقالہ کو ضبط کر کے نذر آتش کیا جائے۔ وائس چانسلر نے چار روز کی مہلت مانگی، چنانچہ چار روز کے بعد چانسلر کمیٹی نے ڈاکٹر سلیمان ازہری معطلی کا فیصلہ

کیا۔

چانسلر کمیٹی کے فیصلہ پر عدم اعتماد:

مجلس عمل نے ۲۰؍جولائی ۱۹۸۶ء کو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں اجلاس کیا۔ اجلاس میں چانسلر کمیٹی کے فیصلہ پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ چانسلر کمیٹی نے یہ فیصلہ کر کے اسلامیان بہاولپور سے مذاق کیا ہے۔ مجلس عمل نے فیصلہ کیا کہ فرید گیٹ کے باہر احتجاجی کیمپ لگایا جائے، کیمپ پر بینرز لگائے جائیں، جن میں مطالبات درج ہوں، کیمپ کی نگرانی مولانا محمد یوسف اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کریں، کیمپ میں رضا کار ہر وقت موجود ہوں۔ ضلع بھر میں جلسے، اجلاس، پریس کانفرنسیں کر کے اسٹریٹ پاور کو منظم کیا جائے اور مسلمانان بہاولپور کو ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مجلس عمل کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تیار کیا جائے اور ضلع بھر میں ہڑتال کی کال دی جائے اور بہاولپور میں ہڑتال کے موقع پر زبردست جلوس نکالا جائے جس کی قیادت کفن پوش دستہ کرے۔ بہاولپور کے جلسہ میں عوامی نمائندگان ایم این ایز، ایم پی ایز کو بھی دعوت دی جائے۔

گورنر پنجاب سے ملاقات:

نیز فیصلہ کیا گیا کہ مولانا غلام مصطفیٰ گورنر پنجاب سے وقت لیں۔ چنانچہ مولانا نے گورنر پنجاب سے وقت لیا اور گورنر پنجاب سے مولانا غلام مصطفیٰ کی قیادت میں ایک وفد ملا، جس میں مولانا کے علاوہ مولانا محمد یوسف، مولانا عبدالحکیم، مولانا محمد معاذ، حاجی سیف الرحمن، محمد عبداللہ قریشی ایڈووکیٹ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی شامل تھے۔

وفد نے گورنر پنجاب کو حالات کی سنگینی کا احساس دلاتے ہوئے بتلایا کہ اہالیان بہاولپور کی بے چینی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، لیکن یونیورسٹی انتظامیہ ٹس سے مس نہیں ہو رہی۔ وفد نے گورنر سے درخواست کی کہ ڈاکٹر سلیمان اظہر کو فی الفور برطرف کیا جائے اور اس کا مقالہ ضبط کیا جائے۔ گورنر پنجاب نے یقین دلایا کہ انشاء اللہ العزیز مجلس عمل کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔

ڈاکٹر کو برطرف کر دیا گیا:

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت بہاولپور کی تگ و دو کو اللہ پاک نے کامیابی سے سرفراز فرمایا اور گستاخ رسول ڈاکٹر سلیمان اظہر کو یونیورسٹی سے نکال دیا گیا۔ نیز یونیورسٹی نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ آئندہ اسلامیات کی ڈاکٹریٹ کے لئے یونیورسٹی سے کسی طالب علم کو یورپین یونیورسٹیوں میں نہیں بھیجا جائے گا۔

جسٹس جاوید اقبال کی اسلامی سزاؤں کے متعلق دریدہ دہنی:

لاہور ہائی کورٹ کے جج جسٹس جاوید اقبال نے اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ اور جابرانہ قرار دیا تو ۳۰؍دسمبر ۱۹۸۶ء کو مجلس عمل بہاولپور کا اجلاس حاجی سیف الرحمن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال کے بیان جس میں اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ و جابرانہ قرار دیا گیا تھا پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ نیز سرکاری تقریبات میں اس قسم کی گفتگو کو آئینی اعتبار سے خلاف آئین قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ جس آئین کا مذکور نے حلف اٹھایا ہے۔ وہ آئین شریعت کو سپریم قرار دیتا ہے۔ سپریم لاء کے خلاف ایسی گفتگو اسلامی مملکت میں سراسر باغیانہ گفتگو ہے۔ جس سے ایمان کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے، لہٰذا مذکور کو ایسی گفتگو سے توبہ کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں مجلس کی طرف سے یکم جنوری ۱۹۸۴ء احتجاجی مظاہرہ بھی کیا گیا۔ نیز استفتاء مرتب کرنے اور فتویٰ کے حصول کے لئے مولانا محمد یوسف، مولانا عبدالحکیم، مولانا محمد معاذ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی۔

مشتاق کالونی میں گرجا گھر کی تعمیر:

مشتاق کالونی میں عیسائی حضرات کا ایک گھر بھی نہیں تھا جبکہ عیسائیوں نے وہاں گرجا گھر تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام مسالک کے علماء کرام کا ۵؍فروری کو اجلاس بلایا جس کی صدارت مولانا غلام مصطفیٰ نے کی۔ اجلاس میں انتظامیہ سے گرجا گھر کی تعمیر روکنے کا مطالبہ کیا گیا۔ نیز امتناع قادیانیت ایکٹ پر موثر عملدرآمد کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

منڈی یزمان میں قادیانی شرارتیں:

۱:... منڈی یزمان میں ایک قادیانی ٹیچر نے وی سی آر پر مخرب الاخلاق فلمیں دکھلانا شروع کیں۔ جس کو بند کرانے کے لئے خاصی تگ و دو کرنا پڑی۔

۲:... ایک دکاندار محمد منیر تنویر نے اپنے صرافہ کی دکان پر تاجدار ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد لکھا تو قادیانیوں نے اسے مٹوانے کی کوشش کی تو پچاس، ساٹھ دکانداروں نے اپنے شٹر گیٹ پر یہ کلمات لکھوائے تو قادیانیوں نے منیر تنویر زرگر کو ریوالور دکھلایا۔ انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا تو انتظامیہ نے بجائے مسئلہ حل کرنے کے شہر میں دفعہ نمبر ۱۴۴ نافذ کر دی۔ احباب نے فیصلہ کیا کہ اگر تین دن تک قادیانی غنڈوں کے خلاف قانونی کارروائی نہ کی گئی تو قادیانیوں کے مکمل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا جائے گا۔ چنانچہ ۱۲؍اکتوبر کو مجلس عمل کا اجلاس مولانا غلام مصطفیٰ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ مقامی مجلس کے مطالبات فی الفور تسلیم کئے جائیں۔ ۱۳؍اکتوبر کو جامعہ حقانیہ یزمان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے جلسہ میں شرکت کا فیصلہ کیا گیا کہ جلسہ میں مجلس عمل اور انجمن تاجران کے راہنما شرکت کریں گے۔ (جاری ہے)

تقریری مقابلوں میں اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے

طلبا میں تقسیم انعامات

رپورٹ: ابومحمد قاضی احسان احمد

موجودہ دور کے فتنوں میں فتنۂ قادیانیت بہت سنگین ہے۔ اس فتنہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے مختلف دعوے کئے، بالآخر جھوٹا دعویٰ نبوت کرکے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا راستہ اختیار کیا اور اسلام کے متوازی ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی۔ علماء کرام نے روز اول سے ہی تحریر و تقریر، مناظرہ و مباہلہ کے ذریعہ یہاں تک کہ عدالتوں اور اسمبلیوں میں قادیانیت کا تعاقب کیا اور ان کے کفر کو طشت ازبام کیا۔ آج بھی قادیانیوں اور مرزائیوں کے گمراہ کن اور کفریہ عقائد و نظریات کا پردہ چاک کرنے کے لئے علماء کرام اپنی بساط بھر کوششوں میں ہیں۔ مسلمانوں خصوصاً نوجوانوں کو قادیانیت کی زہرناکیوں اور ان کی ارتدادی سرگرمیوں سے آگاہ کرنے کے لئے مختلف مقامات پر پروگرام رکھے جاتے ہیں۔ گزشتہ ماہ کراچی شہر میں دینی مدارس کے طلبا کے مابین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تقریری مقابلے منعقد کروائے گئے۔ ان مقابلوں میں طلبا کو درج ذیل موضوعات دیئے گئے۔ عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام، تحفظ ناموس رسالت، عقیدۂ ظہور مہدی علیہ الرضوان، عقیدۂ ختم نبوت... قرآن وحدیث کی روشنی میں، تحریک ختم نبوت میں علماء دیوبند کا کردار، قادیانیت کا تاریخی پس منظر۔ مختلف دینی مدارس میں جو پروگرام ترتیب دیئے گئے، ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا تقریری مقابلہ:

۱۸؍دسمبر ۲۰۱۴ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامعہ مخزن العلوم بنارس میں منعقد ہوا، جس میں مختلف دینی مدارس کے ۱۵ طلبا نے شرکت کی۔

دوسرا تقریری مقابلہ:

۲۵؍دسمبر ۲۰۱۴ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامعہ تعلیم القرآن والسنہ منظور کالونی میں منعقد ہوا، جس میں ۱۲ طلبا نے شرکت کی۔

تیسرا تقریری مقابلہ:

۲۵؍دسمبر ۲۰۱۴ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامعہ محمودیہ میرا ناکہ لیاری میں منعقد ہوا، جس میں ۱۵ طلبا نے اپنے موضوعات پر بہت عمدہ بیان کیا اور داد تحسین حاصل کی۔

چوتھا تقریری مقابلہ:

یکم جنوری ۲۰۱۵ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامعہ عربیہ اسلامیہ اسکاؤٹ کالونی میں منعقد ہوا، جس میں ۱۵ طلبا نے تقریری جوہر دکھائے اور اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔

پانچواں تقریری مقابلہ:

یکم جنوری ۲۰۱۵ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامعہ اسلامیہ رحمانیہ اورنگی ٹاؤن میں منعقد ہوا، جس میں ۹ طلبا نے نہایت جوشیلے انداز میں تقریریں کیں اور سامعین سے داد وصول کی۔

چھٹا تقریری مقابلہ:

یکم جنوری ۲۰۱۵ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامع مسجد اقصیٰ سیکٹر ۱۷-بی شاہ لطیف ٹاؤن مرکز ختم نبوت میں منعقد ہوا، جس میں ۲۳ طلبا کی شمولیت رہی۔

چھ پروگراموں میں ۹۱ طلبا نے شرکت کی، ان تمام پروگراموں میں منصفین کا فیصلہ حتمی قرار دیا گیا تھا، تمام مقابلہ جات میں اول، دوم اور سوم آنے والے طلبا کو فائنل تقریری مقابلہ کے لئے منتخب کیا گیا، فائنل مقابلہ کا انعقاد ۲۹؍جنوری بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامع مسجد باب رحمت دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ میں ہوا، جس میں ۱۶ خوش نصیب طلبا نے شرکت کی۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

فائنل تقریری مقابلہ:

نام: **حسن جمیل بن عشرتی**، درجہ اولیٰ، جامعہ مخزن العلوم بنارس، بعنوان: عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام۔

نام: **محمد اسحاق مدنی بن قاری امیر محمد**، درجہ خامسہ، جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن، بعنوان: عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام۔

نام: **حضرت علی بن محمد روحان**، درجہ سابعہ، جامعہ عثمانیہ شیر شاہ، بعنوان: عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام۔

نام: **سید ظفر اللہ بن سید عصمت اللہ**، درجہ اولیٰ، مدرسہ سیدنا بلال گلشن اقبال، بعنوان: تحفظ ناموس رسالت۔

نام: **نور اللہ بن مولانا نور عالم**، درجہ ثالثہ، دارالعلوم نعمان بن ثابت، بعنوان: عقیدۂ ظہور مہدی علیہ الرضوان۔

نام: **حنیف اللہ بن خونہ گل**، درجہ ثالثہ، جامعہ انوار العلوم ملیر، بعنوان: عقیدۂ ختم نبوت، قرآن و حدیث کی روشنی میں۔

نام: **وقاص عباسی بن خلیل خان**، درجہ سابعہ، جامعہ بنوریہ عالمیہ، بعنوان: تحریک ختم نبوت میں علما

دیوبند کا کردار۔

نام: محمد حامد بن محمد ارشد، درجہ ثانیہ: جامعہ عثمانیہ بہار کالونی، بعنوان: تحفظ ناموس رسالت۔

نام: محمد حسان بن مفتی بشیر احمد، درجہ اولیٰ، ادارہ معارف القرآن، پیراڈائز، بعنوان: تحریک ختم نبوت میں علماء دیوبند کا کردار۔

نام: محمد محمود بن عبدالرزاق، درجہ رابعہ، سیدنا بلال گلشن اقبال، بعنوان: تحفظ ناموس رسالت۔

نام: عزیز الحق بن سید اللہ شاہ، درجہ ثالثہ، جامعہ صدیقیہ بنارس، بعنوان: تحریک ختم نبوت علما دیوبند کا کردار۔

نام: اصغر معاویہ بن غلام اکبر، درجہ ثانیہ، جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن، بعنوان: عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں۔

نام: محمد کامران بن حاجی رحمٰن، درجہ ثالثہ، جامعہ عثمانیہ بہار کالونی، بعنوان: قادیانیت کا تاریخی پس منظر۔

نام: محمد طاہر بن گل رحیم، درجہ سادسہ، جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال، بعنوان: تحریک ختم نبوت میں علماء دیوبند کا کردار۔

نام: شفقت حسین بن رفیق شاہ، درجہ ثانیہ، دارالعلوم تعلیم القرآن، بعنوان: تحفظ ناموس رسالت۔

نام: محمد عزیر بن عبدالرزاق، درجہ خامسہ، جامعہ بیت السلام، بعنوان: تحریک ختم نبوت میں علماء دیوبند کا کردار۔

پروگرام کا آغاز حافظ محمد عمران کی تلاوت سے ہوا، بھائی محمد عثمان نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت ومحبت پیش کیا، نقابت کا سلسلہ مرحلہ وار مولانا شعیب احمد اور مولانا عبدالغنی سرانجام دیتے رہے، پروگرام کے تمام تر انتظامات مولانا عبدالرؤف، حافظ محمد کلیم اللہ نعمان اور سید انوار الحسن کی نگرانی میں ترتیب دیئے گئے، منصفین حضرات میں جامعہ معہد الخلیل الاسلامی کے استاذ حضرت مولانا محمد یوسف حسین، جامعہ تعلیم القرآن والسنہ کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی محمد رمضان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ شامل تھے۔

پروگرام میں ۱۲ طلباء نے انتہائی محبت محنت شوق و لگن سے تیاری کے بعد تقاریر پیش کیں۔ اپنی طالبانہ صلاحیتوں کو خوب اعتماد، شجاعت و بہادری کے ساتھ پیش کرنے میں غالب رہے۔ اکابر علماء کرام کی کافی تعداد نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی پیر طریقت حضرت ڈاکٹر عبدالسلام زید مجدہ (ایبٹ آباد) تشریف لائے تھے۔

پروگرام میں خصوصی شرکت استاذ العلما استاذ حدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ بھی تشریف لائے اور اپنے ایمانی جذبات اور ولولہ انگیز آواز میں خطاب دل پذیر پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آج کے دور میں نوجوان علماء کرام کے لئے سب سے بڑا کام اسلامی معاشرہ میں جنم لینے والے فتنوں اور ان کے علمبرداروں کا تعاقب ہے تاکہ امت مسلمہ کے ایمان کی حفاظت ہوسکے۔ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی ہمارے اکابر کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ آج بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس عظیم مشن کو لے کر دن رات محنت کررہی ہے۔ ہماری سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ ہم بھی اس تحریک کا ایک حصہ ہیں۔ رب کریم قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین۔

حضرت ڈاکٹر عبدالسلام زید مجدہ نے اپنے اختتامی بیان میں فرمایا کہ نیک لوگوں سے تعلق اور ان سے محبت عظیم سعادت ہے۔ آج کامیابی اور کامرانی کی کلید اہل حق علماء کرام کی روحانی مجالس ہیں لہٰذا اس دروازہ پر آنے کی ضرورت ہے، یہاں سے ہمیں قرآن کریم، اصحاب رسول کریم اور صاحب قرآن کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور رب العزت کی ذات گرامی ملے گی۔ ہماری کامیابی اس میں ہے کہ ختم نبوت کا کام ہماری زندگی کا حاصل اور اوڑھنا بچھونا بن جائے۔ اس عقیدہ کی حفاظت پر جینا ہے اور اسی عقیدہ کی عظمت اور پاسداری پر مرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

اس کے بعد پوزیشن ہولڈرز میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

پہلی پوزیشن اور اوّل انعام: جامعہ عثمانیہ بہار کالونی شاخ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن کے طالب علم محمد کامران بن حاجی رحمٰن نے حاصل کیا، انہوں نے ۳۰۰ میں سے ۲۸۷ نمبر حاصل کئے۔ انعام میں حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ امیر مرکزیہ کی تفسیر تبیان الفرقان کا ایک سیٹ، قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ، رئیس قادیان، ایک سوٹ اور ڈھائی ہزار روپے دیئے گئے۔

دوسری پوزیشن: جامعہ بیت السلام لنک روڈ درجہ خامسہ کے طالب علم محمد عزیر بن مولانا عبدالرزاق نے حاصل کی، ان کا عنوان "تحریک ختم نبوت میں علماء دیوبند کا کردار" تھا۔ انہوں نے ۳۰۰ میں سے ۲۸۵ نمبر حاصل کئے۔ انعام میں خطبات حکیم العصر کا ایک سیٹ، رئیس قادیان، ایک سوٹ، اور دو ہزار روپے دیئے گئے۔

تیسری پوزیشن: جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کے درجہ خامسہ کے طالب علم محمد اسحاق مدنی بن قاری امیر محمد نے حاصل کی۔ انہوں نے ۳۰۰ میں سے ۲۸۴ نمبر حاصل کئے۔ انعام میں خطبات حکیم العصر کا ایک سیٹ، ایک سوٹ اور پندرہ سو روپے نقد انعام دیا گیا۔

ان خوش نصیب طلباء میں انعامات حضرت ڈاکٹر عبدالسلام صاحب، مولانا مفتی خالد محمود نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال، حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ اور دیگر احباب نے تقسیم کئے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ کی روح پرور دعا سے آج کی ایمانی اور روحانی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ رب کریم مجلس کی اس معمولی محنت کو قبول فرماکر اسلامیان وطن کے لئے پختگی ایمان کا ذریعہ بنائے اور خصوصاً قادیانیوں کے لئے ذریعہ ایمان بنائے۔ اللہ کریم ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ ☆☆

نزلہ زکام، کھانسی سے پریشان؟
سُعالین اور صُدوری
مؤثر حل، فوری آرام
FOR COUGH & COLD
Suduri
صُدوری
ہمدرد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ایک روزہ دورہ لکی مروت

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس

گستاخانہ خاکوں کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

رپورٹ: مولانا محمد ابراہیم ادہمی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب نے ۲۲ جنوری ۲۰۱۵ء بروز بدھ کو ضلع لکی مروت کا ایک روزہ دورہ کیا۔ اُنہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے زیر اہتمام جامع مسجد طوطی آباد لکی سٹی میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔

انہوں نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے پوری دنیا میں دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری ہے عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا اساسی و بنیادی عقیدہ ہے اس پر کسی کو تیشہ زنی کی اجازت نہیں دیں گے۔ ملک بھر میں دہشت گردی کی لہر کی مذمت کرتے ہیں اس لہر میں قادیانی عنصر کو فراموش نہ کیا جائے۔ کیونکہ قادیانیوں کا الہامی نظریہ اکھنڈ بھارت کا ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ اندرون و بیرون ملک تخریب کاری و دہشت گردی میں ملک عزیز کو بدنام کرکے بیرونی طاقتوں کو حملہ کی دعوت دی جائے۔ سانحہ پشاور کے آڑ میں دینی مدارس اور دینی اداروں کو بدنام کرنا اور دہشت گردی کیساتھ منسلک کرنا یورپی ایجنڈے کا حصہ ہے۔ ملکی اداروں کو اس سلسلہ میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے تاکہ ملک عزیز میں افراتفری نہ ہو کیونکہ ملک اس بات کا متحمل نہیں۔ اُنہوں نے علماء دیوبند کی جماعتوں کے اتحاد کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ مجلس کا بنیادی منشور جہاں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کا ہے وہاں اتحاد بین المسلمین بھی ہے۔ کانفرنس کی صدارت حاجی امیر صالح خان صاحب نے کی جبکہ ختم نبوت کے ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرحیم صاحب، ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ صاحب، ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی صاحب، ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی صاحب، ناظم نشر واشاعت صاحبزادہ امین اللہ صاحب، تحصیل لکی کے امیر مولانا احمد سعید صاحب، مولانا عبدالمتین صاحب، اور جے یو آئی تحصیل لکی کے امیر مولانا احمد شاہ قریشی صاحب نے بھی کانفرنس سے خطاب کئے۔ یہ ختم نبوت کانفرنس لکی سٹی میں پہلی کانفرنس تھی جس میں کثیر تعداد میں عاشقانِ ختم نبوت نے شرکت کی۔ کانفرنس کے بعد مولانا شجاع آبادی صاحب نے لکی سٹی میں دینی مدارس کا مختصر دورہ بھی کیا۔

۲:... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت اور رویت ہلال کمیٹی تحصیل نورنگ کے زیر اہتمام ۱۲ ربیع الاول، مطابق ۴ جنوری ۲۰۱۵ء بروز اتوار کو جامع مسجد مولانا جمعہ خان صاحبؒ میں سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت شیخ الحدیث مولانا سیف اللہ جان صاحب نے کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض ختم نبوت کے ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے ادا کی جبکہ نگرانی رویت ہلال کمیٹی تحصیل کے امیر مولانا مفتی عبدالغفار صاحب نے کی۔ کانفرنس سے جے یو آئی ضلع بنوں کے امیر سابق سینٹر قاری محمد عبداللہ صاحب، جے یو آئی کے صوبائی سالار مولانا عبدالوحید صاحب، جے یو آئی تحصیل نورنگ کے امیر مولانا مفتی ضیاء اللہ صاحب، مولانا بشیر احمد حقانی صاحب اور جمعیت علماء اسلام صوبہ خیبر پختونخواہ کے امیر مولانا گل نصیب خان صاحب نے خطاب کئے۔ مولانا گل نصیب خان صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پوری دنیا میں امن وسکون تعلیمات نبوی سے آئے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو امن کی تعلیم دی تھی، اگر امن چاہتے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنانا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ سیرت نبوی کو اپنانے میں دنیا میں امن آئے گا کیونکہ اسلام سچا دین ہے اور سچائی کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی وجہ سے مشرکین مکہ باوجود اختلاف کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا اعتراف کرتے تھے اور اپنی امانتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھتے تھے۔ مولانا گل نصیب خان صاحب نے مزید کہا کہ دینی مدارس ومراکز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وتعلیمات اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کررہے ہیں۔ دینی مدارس ومراکز کے خلاف پروپیگنڈے بند کئے جائیں، دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں اور ہم ان قلعوں کا تحفظ اپنی جانوں سے کریں گے۔ دہشت گردی کو مدارس کے ساتھ نہ جوڑا جائے، مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہ ہے نہ تھا اور نہ ہوگا۔ لہٰذا مدارس پر بے جا الزامات سے گریز کیا جائے۔

۳:... گستاخانہ خاکوں کے خلاف قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن صاحب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ خیبر پختونخواہ کے امیر مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب کے حکم پر ملک کے

دیگر شہروں کی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت نے ۲۳رجنوری ۲۰۱۵ء بروز جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد سرائے نورنگ میں پاسبان پلازہ سے عشق رسول ریلی نکالی۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ریلی میں کثیر تعداد میں عاشقان رسول نے شرکت کی۔ شرکاء ریلی ''گستاخ رسول کی سزا.... سرتن سے جدا'' کے فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے مختلف شاہراوں سے ہوتے ہوئے جی ٹی روڈ پر اڈہ مسجد کے سامنے جلسے کی شکل اختیار کی۔ یہاں پر مظاہرین نے ایمانی جذبے کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے فرانسیسی صدر کا پتلا اور جھنڈا نذر آتش کیا۔ عشق رسول ریلی سے ختم نبوت کے ضلعی جنرل سیکریٹری مولانا عبدالرحیم صاحب، ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ، ضلعی ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی صاحب، جے یو آئی نورنگ سٹی ون کے امیر مولانا خلیل الرحمن صاحب، سٹی ٹو کے امیر مولانا عبدالصبور صاحب، ناظم نشر و اشاعت پیر صاحبزادہ امین اللہ جان، مولانا گل رئیس خان صاحب، مولانا شبیر احمد حقانی اور جے ٹی آئی کے ساتھیوں سمیت دیگر علماء کرام نے خطاب کیا اور حکومت سے پرُ زور مطالبہ کیا کہ فرانسیسی سفیر کو ملک بدر کیا جائے، گستاخ ممالک سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ ترک وزیر اعظم رجب طیب اردگان نے توہین آمیز خاکوں کے ردعمل کے طور پر فرانسیسی سفیر کو ملک بدر کرکے اور فرانسیسی حکومت کو پوری امت مسلمہ سے معافی مانگنے کا مطالبہ کرکے امت مسلمہ کی ترجمانی کا حق ادا کیا، جس پر مقررین نے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

☆☆..........☆☆

گستاخانہ خاکوں کی بھرپور مذمت

رپورٹ: حافظ محمد اویس گجر

سکھر و بنو عاقل..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر سکھر و بنو عاقل میں سینکڑوں مساجد میں جمعۃ المبارک کی اجتماعات میں علماء کرام نے فرانس کے اخبار کی دوبارہ گستاخانہ خاکے شائع کرنے پر بھرپور مذمت کی۔ مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر کے باہر احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔

احتجاجی مظاہرہ سے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام قاری خلیل احمد بندہانی، مفتی سعود افضل ہالیجوی، مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا محمد حسین ناصر، مفتی قمرالدین ملانو، مولانا غلام علی ڈیہر، قاری لیاقت علی، مولانا شجاع الرحمن، حافظ امیر معاویہ نے کہا کہ میڈیا کی آزادی اظہار کی آڑ میں دنیا کا کوئی بھی مذہب دنیا کی سب سے عظیم ہستی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اجازت نہیں دیتا۔ یہود و نصاریٰ مسلسل جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بے حرمتی کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں جو دنیا کو تیسری صلیبی جنگ کی طرف دھکیلنے کے مترادف ہے، یہود و نصاریٰ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ دنیا میں رہنے والا کوئی بھی مسلمان جناب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ادنیٰ سی گستاخی برداشت نہیں کرسکتا، حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ اقوام متحدہ سے مطالبہ کرے کہ وہ اس میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے توہین انبیاء کرام علیہم السلام کے قوانین پاس کروائے۔ حکومت پاکستان فرانس کے ساتھ اپنے سفارتی و تجارتی تعلقات کا بائیکاٹ کرے۔

علماء کرام نے کہا کہ مغربی ممالک نے جان بوجھ کر امت مسلمہ کے جذبات کو مجروح کیا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر مرمٹنے کو تیار ہیں۔ علماء کرام نے کہا کہ اگر اس طرح کی حرکات کو نہ روکا گیا تو حالات کی تمام تر ذمہ داری دنیا میں امن کے قیام کے نام نہاد ٹھیکیداروں پر ہوگی۔ علماء کرام نے عالم اسلام کے حکمرانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے ذاتی مفادات کو چھوڑ کر امت مسلمہ کی قیادت کریں اور گستاخانہ کارروائیاں کرنے والوں کو سخت پیغام پہنچائیں۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنو عاقل کے ذمہ دار بھائی غلام شبیر شیخ کے والد کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد انتقال کرگئے۔ سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے نماز جنازہ میں مجلس کی نمائندگی کی۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بنو عاقل جا کر بھائی غلام شبیر شیخ سے ان کے والد محترم کی وفات پر تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس

ملتان... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد (خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف)، مولانا مفتی خالد محمود، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد (کراچی)، مولانا اللہ وسایا، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، میاں خان محمد سرگانہ (ملتان)، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا عزیز الرحمن ثانی (لاہور)، قاضی فیض احمد (ٹوبہ ٹیک سنگھ)، مولانا قاری محمد یٰسین (فیصل آباد)، حاجی اشتیاق احمد (جھنگ)، مولانا عبدالرؤف (اسلام آباد)، قاری محمد یوسف عثمانی (گوجرانوالہ)، حاجی سیف الرحمن (بہاول پور)، مولانا راشد مدنی (رحیم یار خان)، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی (سکھر)، مولانا قاری انوارالحق حقانی (کوئٹہ) نے شرکت کی۔

اجلاس میں مجلس کے سابق امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، علوم اسلامیہ کی تعلیم و ترویج، احادیث نبویہ کی تدریس و خدمت پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت میاں سراج احمد دین پوری، مولانا محمد نافع (جھنگ)، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا جمشید احمد (رائے ونڈ)، مولانا نور محمد تونسوی، مولانا بشیر احمد شاہ جمالی، مولانا محمد امین نقشبندی (خانیوال)، مولانا مجاہد خان الحسینی (نوشہرہ)، الحاج میاں عبدالخالق (شجاع آباد)، مولانا رشید احمد (کہرڑاہ)، قاری محمد ابراہیم (فیصل آباد)، مولانا سعید احمد (بہاول نگر)، مولانا قاضی حمد اللہ (کھیوڑی سندھ)، مولانا نور محمد جمالی (خیر پور میرس) سمیت گزشتہ سال میں انتقال فرمانے والے علماء کرام، مشائخ عظام کی مغفرت، رفع درجات کی دعا کی گئی۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی جگہ پر جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی امیر، پیر طریقت حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کو مرکزی نائب امیر مقرر کیا گیا۔ اجلاس میں اس بات کا عہد کیا گیا کہ حضرت لدھیانویؒ کی طرح پوری دنیا میں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کا بھرپور علمی تعاقب کیا جائے گا۔ اس بات کا عہد کیا گیا کہ پون صدی سے جس طرح قادیانیت کا پرامن مقابلہ کیا گیا ہے آئندہ بھی جاری رکھا جائے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ علمی طور پر قادیانیت کے مقابلہ میں لکھی جانے والی کتابوں کو احتساب قادیانیت کے نام سے اشاعت کا سلسلہ جو شروع کیا گیا تھا ۶۰ جلدوں پر اختتام پذیر ہوا۔ مجلس کی طرف سے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کی مکمل روداد کی اشاعت کی توثیق کی گئی اور کہا گیا کہ مجلس نے روداد کو شائع کر کے قادیانیت کے کفریہ عقائد کو پوری دنیا میں طشت از بام کر دیا ہے۔ نیز ۳؍اپریل کو قصور اور ۲۴؍اپریل کو حیدرآباد میں ہونے والی کانفرنسوں کی توثیق کی گئی اور انہیں کامیاب بنانے کی اپیل کی گئی۔ نو منتخب امیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے اس عہد کا اعلان کیا کہ وہ اپنے پیشرو امراء مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے وضع کردہ اصول و ضوابط کے پابند رہیں گے اور اپنی تمام تر صلاحیتیں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے صرف کریں گے۔ ☆☆☆

۴ پاکستانی سفارت خانوں میں قادیانی افسران کی تعیناتی کا انکشاف

نبیل منیر نیویارک میں قونصلر، رابعہ شفیع القرہ، بلال واشنگٹن، طلحہ یو این میں تعینات

۱۱ افسران کا تعلق ہندو اور عیسائی برادری سے ہے، وزارت خارجہ کا قومی اسمبلی میں تحریری بیان

اسلام آباد (آئی این پی) وزارت خارجہ نے انکشاف کیا ہے کہ بیرون ملک ۴ سفارت خانوں میں اہم عہدوں پر قادیانی افسران تعینات ہیں۔ قومی اسمبلی میں آسیہ ناز تنولی کے سوال کے تحریری جواب میں وزارت خارجہ کی جانب سے ایوان کو بتایا گیا ہے کہ اس وقت اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے ۱۳ افسران وزارت خارجہ اور سفارت خانوں میں اہم عہدوں پر تعینات ہیں۔ تحریری جواب کے مطابق ۴ قادیانی افسران میں گریڈ 19 کے نبیل منیر نیویارک میں پاکستانی سفارت خانے میں قونصلر کے عہدے پر تعینات ہیں جبکہ گریڈ 19 کی ہی رابعہ شفیع القرہ، بلال واشنگٹن سفارت خانے میں قونصلر جبکہ گریڈ 17 کے چوہدری طلحہ بن خالد اسسٹنٹ ڈائریکٹر یو این ون وزارت خارجہ میں فرائض انجام دے رہے ہیں جبکہ گیا چند سیکنڈ سیکرٹری ہیں، مائیکل نیل کنگن، عدیل کینتھ، سیموئیل ہارون، راشد بھٹی، عارف گلزار، وسیم بھٹی، یونس شکیل اور کامران جان عیسائی برادری سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ مختلف عہدوں پر اپنی ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں۔ (روزنامہ اسلام کراچی ۵؍فروری ۲۰۱۵ء)

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۱۸

سعود ساحر

۲۲راگست کو صبح دس بجے صاحبزادہ فاروق علی کی صدارت میں خصوصی کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا اور حرمت جہاد کے حوالے سے اٹارنی جنرل محترم یحییٰ بختیار نے سوالات کا آغاز کیا۔

اٹارنی جنرل: ''آپ کہہ رہے تھے مرزا غلام احمد کی زندگی میں شرائط پوری نہیں ہوں گی، اس کو ملتوی یا منسوخ سمجھیں۔ مرزا کی زندگی میں حرام کا لفظ بھی استعمال ہوا؟''

مرزا ناصر: ''ان کی پیدائش کے وقت نہیں، دعویٰ مسیحیت اور وصال کے وقت میں!''

اٹارنی جنرل: ''مرزا نے دعویٰ مسیحیت کب کیا؟''

مرزا ناصر: ''۱۸۹۱ء میں۔''

اٹارنی جنرل: ''اس سے پہلے مہدی کا یا مہدویت کا؟''

مرزا ناصر: ''اس سے دو سال پہلے ۱۸۸۹ء بیعت کا سال ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''امتی نبی کا دعویٰ کب کیا؟''

مرزا ناصر: ''وہی کہ مسیح امت نبی ہوگا ۱۸۹۱ء میں مسیحیت کا دعویٰ یعنی امتی نبی بھی!''

اٹارنی جنرل: ''ان کے دعویٰ کے وقت ۱۸۹۱ء سے وفات ۱۹۰۸ء تک اس عرصہ میں آپ کے نقطہ نظر سے جہاد کی شرائط نہ تھیں؟''

مرزا ناصر: ''نہ ہو سکتی تھیں، نہ ہندوستان میں ہوئیں۔''

اٹارنی جنرل: ''پوری دنیا میں یا صرف ہندوستان میں؟''

مرزا ناصر: ''صرف ہندوستان!''

اٹارنی جنرل: ''کیا وہ صرف ہندوستان کے مسیح تھے؟''

مرزا ناصر: ''یہ تو دنیا کی تاریخ دیکھیں گے کہ باقی دنیا میں جہاد کی شرائط تھیں یا نہ تھیں!''

اٹارنی جنرل: ''اگر باقی دنیا میں جہاد کی شرائط تھیں، وہ صرف ہندوستان کے مسیح، ورنہ پوری دنیا کے؟''

مرزا ناصر: ''آپ کے نتائج کو میں تسلیم نہیں کر سکتا۔''

اٹارنی جنرل: ''ایک مہدی جہاد کا اعلان کر رہا تھا اور یہ مہدی منسوخی حرمت کا فتویٰ دے رہا ہے؟ مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ جہاد حرام ہے، مرزا فوت ہو گیا، اب اس کی جماعت پر یہ حکم لاگو نہیں؟''

مرزا ناصر: ''ممکن ہے ہماری زندگیوں میں یا اولادوں میں یا آنے والی نسلوں میں جہاد کی شرائط پوری ہو جائیں تو مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے۔''

اٹارنی جنرل: ''پھر یہ حکم حرمت جہاد لاگو نہیں ہوگا تو یہ جو ۱۹۰۸ء تک تھا دوبارہ حرام نہیں؟''

مرزا ناصر: ''جب امن نہیں ہوگا۔''

اٹارنی جنرل: ''جہاد حرام ہے، یہ حکم صرف سترہ اٹھارہ سال کے لئے محدود ہے، بعد میں حالات بدلیں تو جہاد جائز؟''

مرزا ناصر: ''جی ہاں۔''

اٹارنی جنرل: ''برطانوی گورنمنٹ کی اطاعت کرنا آپ کے نزدیک اسلام کا حصہ ہے؟''

مرزا ناصر: ''انگریز مذہب میں دخل نہیں دیتا، جہاد کی شرط پوری نہیں!''

چائے کے مختصر وقفہ کے بعد اجلاس شروع ہوا تو مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک والے) نے اسپیکر کو مخاطب ہو کر فرمایا: ''جناب! میری درخواست ہے کہ مرزا ناصر نے حدیث پڑھی، یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام امام عادل ہوں گے۔ حکمران ہوں گے، مرزا غلام احمد انگریز کا غلام تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر عیسائیت ختم ہوگی۔ مرزا کے آنے پر عیسائیت پھیلی۔ اب درخواست ہے کہ ہمارے حضرت مفتی محمود صاحب یا مولانا ظفر احمد انصاری یا مجھے حکم ہو تو تمام احادیث کا مفہوم جو گواہ بگاڑ رہا ہے، وہ واضح کیا جائے!''

چیئرمین صاحبزادہ فاروق علی: ''مولانا ہمیں علم ہے کہ وہ (مرزا ناصر) گڑبڑ کر رہا ہے۔ میں آپ کی تائید کرتا ہوں، مگر اس کا بیان مکمل ہونے دیں۔''

مرزا ناصر اور اس کے ساتھیوں کو طلب کیا جاتا ہے۔

اٹارنی جنرل: ''مرزا غلام احمد نے انگریز کی حمایت میں عرب ممالک میں کتابیں بھجوائیں؟ مرزا کا کہنا تھا کہ ۲۲ برس سے میں نے یہ خود پر فرض کر

رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو، عرب ملکوں کو بھجواؤں تا کہ جذبہ جہاد مسلمانوں سے ختم کیا جائے اور عرب وعجم کے مسلمانوں کو انگریز کی حمایت پر آمادہ کروں؟''

مرزا ناصر: ''یہ وہ زمانہ ہے کہ مسلمان مولوی صاحبان انگریزوں کو مرزا غلام احمد کے خلاف بھڑکا رہے تھے۔ مرزا غلام احمد نے اپنا اعتماد بحال کرنے کے لئے ایسا کیا۔ حضور علیہ السلام نے بھی نوشیرواں کے عدل کی تعریف کی تھی، سو مسلمان اس مبارک مہربان، منصف اور عدل گستر برطانیہ عظمیٰ کی دعا گوئی اور ثنا جوئی کریں اور اس کے احسانوں کے شکر گزار رہیں!''

اٹارنی جنرل: ''برطانیہ کا بادشاہ صلیب کا محافظ، مرزا صاحب مسیح موعود جس نے آکر صلیب توڑنی ہے اور مرزا غلام احمد اسے افغانستان اور مصر تک پھیلا رہے ہیں۔ یہ کس قسم کا مہدی ہے؟''

مرزا ناصر: ''صلیب تو توڑ دی، یورپ میں جاکر پوچھیں ٹوٹ چکی یا نہیں۔ میں نے اسکاٹ لینڈ میں پریس کانفرنس کی اور افریقہ گیا کہ جس مسیح کی آمد پر عیسائی خوش تھے، وہ تو فوت ہوگئے، صلیب ٹوٹی کہ نہیں؟''

اٹارنی جنرل: ''جس مسیح نے صلیب توڑنی تھی، اس کو آپ نے ماردیا آپ نے تو صلیب کو ٹوٹنے سے بچالیا اور خود صلیب پرستوں کی حمایت میں عرب وعجم تک پروپیگنڈہ کیا، ان کے تاج پر صلیب ہے؟''

مرزا ناصر: ''تاج پر وہ عزت کا نشان نہیں ذلت کا ہے!''

اٹارنی جنرل: ''اس ذلت کے نشان والے کی اطاعت فرض؟''

مرزا ناصر: ''اطاعت صلیب ذلت کا نشان ہے اور مسیح کہتا ہے کہ اس کے خلاف جہاد نہیں، اس کی اطاعت کرو؟''

مرزا ناصر: ''اوروں نے انگریز کی اطاعت نہیں کی؟''

اٹارنی جنرل: ''جس مسیح نے صلیب توڑنی تھی، وہ صلیب پرستوں کی اطاعت فرض قرار دے رہا ہے؟''

مرزا ناصر: ''نہیں، ایسی حکومت کی جو مسلمانوں کے مذہب میں دخل نہیں دیتی!''

اٹارنی جنرل: ''سوال یہ ہے کہ صلیب پرستوں کی وہ کیسے تائید کرے، جس نے صلیب توڑنا تھی؟''

مرزا ناصر: ''مذہبی آزادی کے حوالے سے تعریف!''

(جاری ہے)

قادیانیت کے خلاف اُمتِ مُسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوّت

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

(۳ جلدیں)

ترتیب
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ

تحقیق وتخریج
زیرنگرانی
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام، ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذُرّیت کے کافر، مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں، تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

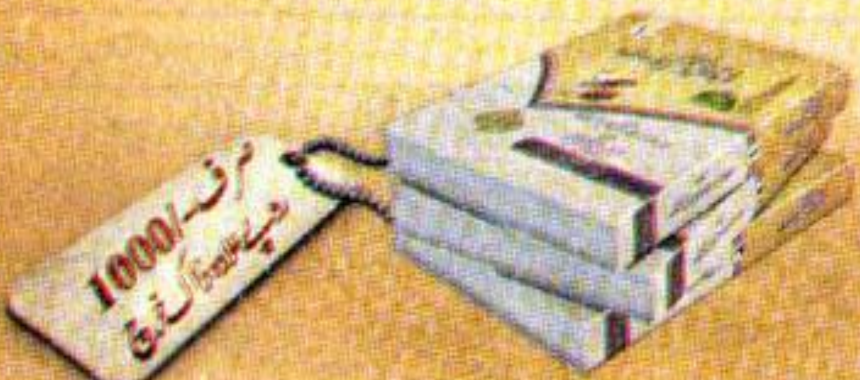

- ★ ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومُبلغین کے لئے معین ومددگار
- ★ دار الافتاء اور لائبریری کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- ★ عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرِورق
- ★ علماء وطلبہ اور کارکنانِ ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

شائع کردہ: عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کراچی
021-32780337, 021-34234476

اسٹاکسٹ
مکتبہ لدھیانوی 18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115502